بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

اللہ

ہی حقیقی بادشاہ اور مالک ہے

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد

ناشر

عظیم بک ڈپو، نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی (انڈیا)

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی اجازت ہے)

نام کتاب:	اللہ ہی حقیقی بادشاہ اور مالک ہے
تصنیف:	عبداللہ صدیقی
زیر سرپرستی:	مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری
سنہ طباعت:	۲۰۱۰ء
کتابت:	محمد احسان اللہ (الکوثر کمپیوٹر سنٹر) 9292909141
تعداد:	۵۰۰

حیدرآباد، آندھراپردیش میں کتابیں ملنے کا پتہ

officemate Stationery

Beside Ganga-jamuna Hotel,

Opp: Mahdi Function Hall, Lakdi ka Pull, Hyderabad A.P

Cell: 9391399079, 9966992308

ناشر

عظیم بک ڈپو نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی۔انڈیا

اگر آپ کو امت مسلمہ کا درد ہے تو اس کتاب کو اپنے خاندان، رشتہ داروں اور دوست احباب کو تحفہ دیجیے، یہ کتاب اللہ کے حقیقی بادشاہ اور مالک ہونے کے یقین کو آپ کے اندر پختہ کرے گی اور اس کی "صفت ملک" کو سمجھائے گی۔

فہرست عناوین

اللہ ہی حقیقی شہنشاہِ کائنات ہے 4
اللہ تعالیٰ کو کائنات کی بادشاہت کسی نے عطاء نہیں کی 5
اللہ تعالیٰ شروع (ازل) سے بڑا ہے اور بڑا ہی رہے گا 5
وہ جس کو چاہتا ہے اپنی زمین کے مختلف حصوں کی بادشاہت عطا کرتا ہے 5
دنیا کے بادشاہوں کو حقیقی بادشاہ نہیں کہہ سکتے 6
اللہ کی بادشاہت دنیا کے بادشاہوں کی طرح عارضی اور مختصر نہیں 7
اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں کسی کا محتاج نہیں 7
اللہ کو حکومت کرنے کے لیے حصولِ علم کی ضرورت نہیں، وہ خود علم کا منبع اور خزانہ ہے 7
دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اللہ تعالیٰ کے سامنے صفر ہے 8
اللہ کی حکومت کائنات کے ذرے ذرے پر ہے، وہ مجبور اور محتاج نہیں 8
کائنات کے شہنشاہ کو اپنی حفاظت کی ضرورت ہی نہیں 10
اللہ تعالیٰ سے کوئی حساب لینے والا نہیں 10
اللہ کی بادشاہت اور انسانی بادشاہت میں کوئی تقابل ہی نہیں 11
مشرک انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھا 11
شہنشاہِ کائنات ہر قسم کی محتاجیوں سے پاک ہے 12
شہنشاہ کائنات کو اپنی مخلوقات کا مکمل علم ہے 13
اللہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نیند، تھکان اور بھوک پیاس کی مجبوری نہیں رکھتا 14
اکیلے اللہ نے خود تمام مخلوقات کی زندگی گزارنے کا ضابطۂ حیات بنایا 15
وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے باوجود بندوں سے قریب ہے 16
وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے اکیلا ربّ کائنات ہے 18
اسی کے اکیلے بادشاہ ہونے کی وجہ سے کائنات کی تمام چیزوں میں ربط و تعلق ہے 19
وہ اسباب کا محتاج نہیں 20
اللہ ہی کائنات کا حقیقی مالک بھی ہے 21
اللہ کو حقیقی مالک نہ سمجھنے سے انسانی زندگی شیطانیت کا شکار ہو جاتی ہے 24
اسلام اللہ کی صفتِ مالکیت کو سمجھا کر اطاعت و بندگی کی تعلیم دیتا ہے 26
دنیا کے مجازی مالکوں کی انسان بہت قدر کرتا ہے 28
انسان خود اپنے نوکر اور غلام سے اطاعت وفرمانبرداری چاہتا ہے 29
انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی کو مالک مانتا ہے تو اسی کی غلامی کرتا ہے 30
صفتِ مالک کو سمجھا کر حساب دینے کا احساس پیدا کیا جا رہا ہے 32
مالک بننے کے لئے چار صفات کا ہونا ضروری ہے 33
ذرا غور کیجیے! مالک سمجھنے کے اثرات زندگی میں کیسے پڑتے ہیں 36

اَلْمَلِکُ

اللہ ہی حقیقی شہنشاہِ کائنات ہے

﴿ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴾ (الجمعة : ١)

''ساری چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتی ہیں، (جو اللہ) بادشاہ، نہایت پاک، غالب اور حکمت والا ہے''۔

یہ اللہ جل شانہ کی ایک صفت ہے، وہ الملک یعنی حقیقی بادشاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سب سے گھٹیا، ناپسندیدہ اور حقیر ہے جو اپنے آپ کو شہنشاہ کہلائے ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) بادشاہ نہیں، وہی مطلق مالک اور شہنشاہِ کائنات ہے۔

۞ وہ مَالِکُ الْمُلْکُ ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اَلْمَلِکُ کہنے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ وہ کائنات کے کسی مخصوص حصے یا خطے کا بادشاہ نہیں ؛ بلکہ پوری کائنات اور کائنات کے ذرّے ذرّے کا اکیلا بادشاہ اور شہنشاہ ہے، ہر ہر چیز پر اسی کی حکمرانی ہے، قرآن مجید میں کہیں کہا گیا ہے کہ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ زمین و آسمان کی بادشاہت اسی کے لیے ہے، کہیں کہا گیا کہ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اللہ ہی کے لیے زمین و آسمانوں کی بادشاہت ہے، ساتوں آسمانوں اور زمین پر اسی کی بادشاہت ہے، اور زمین کے اندر، سمندروں پر اور سمندروں کے اندر اور زمین و آسمان کے درمیان، ہر جگہ اسی کی بادشاہت ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس کائنات کا شہنشاہ نہیں ہے، ذرّے ذرّے پر اسی کی حکمرانی، حاکمیت اور اقتدار ہے۔

اللہ تعالی کو کائنات کی بادشاہت کسی نے عطاء نہیں کی

۞ مَالِکُ الْمُلْکُ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اس کی بادشاہت کسی کی عطا کی ہوئی نہیں ہے، وہ کسی کی مدد اور تائید سے بادشاہ نہیں بنا اور نہ اس کو کسی نے نامزد کیا ہے۔ اس کی بادشاہت عارضی اور وقتی نہیں، اس کو اپنی بادشاہت قائم رکھنے کے لئے کسی مدد اور سہارے کی ضرورت نہیں، اس کی بادشاہت کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں، اس کو اپنی بادشاہت قائم رکھنے کے لئے فوج، پولس اور ہتھیار کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اسے مدد چاہیے، اس کو بادشاہت سے کوئی نہیں ہٹا سکتا اور نہ اس پر کوئی حملہ اور چڑھائی کر سکتا ہے، وہ بادشاہوں کا اصل بادشاہ ہے وہ مالکوں کا اصل اور حقیقی مالک ہے، وہ اپنی مرضی سے زمین پر کسی قوم اور کسی انسان کو بادشاہت عطا کرتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے اس کو تخت سے اتار دیتا اور معزول کر دیتا ہے۔

اللہ تعالی شروع (ازل) سے بڑا ہے اور بڑا ہی رہے گا

۞ پوری کائنات میں وہی اکیلا سب سے بڑا اور عظیم ہے، اس جیسی طاقت وقدرت کسی میں نہیں، وہ ایسا بادشاہ اور شہنشاہ ہے کہ کوئی اس پر حاکم نہیں، کوئی اس سے حساب لینے والا نہیں، کوئی اس کو مجبور کرنے والا نہیں۔ وہی اکبر یعنی سب سے بڑا ہے، وہ ہمیشہ یعنی ابتداء سے اس کائنات کا بادشاہ ہے، کسی نے اس کو بادشاہت عطا نہیں کی، جب یہ کائنات ختم ہو جائے گی تب بھی وہی اکیلا بادشاہ رہے گا۔ اس کو موت نہیں، اس کو فنا نہیں، اس کی عمر مخلوقات کی طرح محدود نہیں اور نہ وہ مخلوقات کی طرح پیدا ہوا، اس کی بادشاہت لامحدود ہے، اس کی بادشاہت کو زوال نہیں، وہ خود اپنی طاقت اور قدرت سے اس پوری کائنات کا بادشاہ تھا اور ہے اور رہے گا۔ کوئی اس کی مثل اور مثال نہیں، کوئی اس کے جیسا نہیں، کوئی اس کے برابر نہیں، وہی اکیلا مَالِکُ الْمُلْکُ شہنشاہِ کائنات ہے، باقی ذرہ ذرہ اس کی مخلوق اور غلام ہیں۔

وہ جس کو چاہتا ہے اپنی زمین کے مختلف حصوں کی بادشاہت عطا کرتا ہے

۞ اس کی قدرت اور بادشاہت کا یہ عالم ہے کہ کوئی اس کی مرضی کے بغیر دنیا کے

کسی حصے کا مالک، بادشاہ اور حاکم نہیں بن سکتا، وہ اپنی مرضی سے زمین کے مختلف خطوں اور حصوں میں قوموں کو اور ان میں رہنے والے انسانوں کو اقتدار اور حاکمیت عطا فرماتا ہے، سب سے پہلی بات یہ کہ پوری دنیا پر آج تک اس نے کسی کو حکومت واقتدار نہیں دیا۔ کوئی بھی انسان آج تک پوری دنیا کا اکیلا بادشاہ نہیں بنا۔ ہر زمانے میں انسان زمین کے مختلف ملکوں اور حصوں پر صدر، وزیر اعظم یا بادشاہ بنتا رہا اور اس کا یہ اقتدار صرف چند برسوں تک رہا، پھر دنیا کی ہر حکومت کو زوال آتا رہا اور حکومتیں بدلتی رہیں۔ دنیا کی زمین کے بادشاہ یا صدر ہمیشہ تبدیل ہوتے رہے پوری کائنات میں زمین ایک معمولی کرہ ہے۔

دنیا کے بادشاہوں کو حقیقی بادشاہ نہیں کہہ سکتے

۞ دنیا کے صدر اور بادشاہ کو عوام یا اس کے خاندان والے مل کر، ووٹ دے کر یا نامزد کر کے حکومت واقتدار قسم کھلا کر حوالے کرتے ہیں یا وہ فوج کی مدد حاصل کر کے اور بغاوت کر کے اقتدار حاصل کرتا ہے، اسے اصل میں حقیقی بادشاہت یا حاکمیت نہیں کہتے، اس لئے کہ ووٹ کے سہارے یا خاندان اور قبیلے کے لوگوں کی مدد سے یا فوج کی مدد سے حاکم بنایا جانا اصل میں حاکمیت اور بادشاہت نہیں کہلاتی، جو کسی کے عطا کرنے سے اور دوسروں کی مدد کے سہارے حاکم بنتا ہے یا اقتدار پر آتا ہے اور پھر اس سے اقتدار چھین لی جاتی ہے، وہ حقیقی بادشاہ کے مفہوم میں نہیں آسکتا، اس لئے کہ اگر کوئی فوج بغاوت کردے یا خاندان کے لوگوں یا اس کے ممبران پارلیمنٹ اس پر سے اعتماد ہٹالیں یا بغاوت کریں تو وہ معزول ہوجاتا ہے اور عام انسانوں کی طرح پھرتا رہتا ہے، اس سے بنگلے، کوٹھی، سواری، حفاظتی دستے سب کچھ چھین لیے جاتے ہیں، دنیا کے حکمراں ہمیشہ مددگاروں کے سہارے حکومت چلاتے ہیں، بعض حالات میں مددگاروں کو رشوت، دولت، کرسی اور عہدہ دے کر تائید حاصل کرتا ہے، فوج کو اپنے بادشاہ کا وفادار ہونا بہت ضروری ہوتا ہے، فوج کے سہارے اور مدد سے وہ حکومت پر بادشاہ بن کر رہتا اور حکومت چلاتا ہے، بغیر سکوریٹی کے باہر نہیں نکل سکتا، یہاں تک کہ تین وقت کی غذا بھی اسے احتیاط سے کھانی پڑتی ہے، ورنہ زہر دے کر اس کی جان کو ہلاک کردینے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

اللہ کی بادشاہت دنیا کے بادشاہوں کی طرح عارضی اور مختصر نہیں

۞ مگر اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ اور حاکم نہیں جب کائنات نہیں تھی تب بھی وہی بادشاہ تھا اور جب کائنات فنا ہوجائیگی تو بھی وہی بادشاہ رہے گا، وہ اَحَد اور وَاحِد ہے، اس کو کائنات کا شہنشاہ بننے کے لئے کسی مدد اور سہارے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہے، وہ اپنی طاقت اور قدرت سے خود ہی اس کائنات کا بادشاہ تھا، ہے اور رہے گا۔ اس کی بادشاہت وقتی اور عارضی نہیں اور نہ اس کی ملکیت اور بادشاہت پر کوئی دعویدار ہے، اس کا نہ کوئی رشتہ دار ہے اور نہ وہ کسی کا رشتہ دار ہے، وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے، وہ نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کسی کو جنا۔ وہ اکیلا تھا، اکیلا ہے اور اکیلا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں کسی کا محتاج نہیں

۞ دنیا کے بادشاہ اور حاکم اپنے ملک یا زمین کے ایک چھوٹے سے خطہ میں بغیر سہاروں اور مددگاروں کے یعنی وزیروں کے ملک کا انتظام نہیں کرسکتے اور نہ حکومت چلا سکتے ہیں؛ اگر ان کے وزیر گڑبڑ کریں یا بے ایمانی کریں تو ملک کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کائنات پر حکومت چلانے کے لئے نہ وزیروں کی ضرورت ہے اور نہ مددگاروں کی ضرورت، اس کو نہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح کیبنیٹ بنانے کی ضرورت ہے کہ باقاعدہ صلاح ومشورے سے حکومت چلائی جائے۔ اس کو کسی سے مشورہ اور صلاح لینے کی ضرورت ہی نہیں، وہ خود کائنات کے ذرّے ذرّے کو ہدایت ورہنمائی اکیلے کرتا ہے، اسی کی ہدایت ورہنمائی سے تمام مخلوقات اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔

اللہ کو حکومت کرنے کے لیے حصولِ علم کی ضرورت نہیں، وہ خود علم کا منبع اور خزانہ ہے

۞ اس کی ہدایت ورہنمائی کا یہ عالم ہے کہ وہ جانداروں اور بے جانوں سب ہی کو اپنی قدرت سے رہنمائی کرتا ہے، بھلا ایسی ذات کو دوسروں کی رہنمائی وہدایت کی ضرورت ہی نہیں، دنیوی بادشاہ کی عقلیں محدود اور ناقص ہوتی ہیں، ہر عمر میں صلاحیتیں الگ الگ ہوتی ہیں، دنیوی بادشاہ کو حکومت چلانے کے لئے تجربہ اور علم چاہیے؛ مگر کائنات کا شہنشاہ تو

علم کا خزانہ ہے، وہی تمام مخلوقات کو عقل وفہم دیتا ہے، وہ بڑا دانا اور مدبر حکیم ہے، عقل اور علم اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اس نے عقل اور علم کو پیدا کیا، وہ تو عقل اور علم کا مالک ہے۔ اس کو اپنی حکومت چلانے کے لئے نہ تجربہ چاہیے، نہ مشورہ چاہیے اور نہ وہ دنیوی بادشاہوں کی طرح غلطی کرتا یا بھولتا ہے اور نہ اس کو مخلوقات پر حکومت کرنے کا علم چاہئے، وہ خود علم کا منبع وخزانہ اور مرکز ہے، سب کو اسی سے ہدایت اور علم ملتا ہے۔

دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اللہ تعالیٰ کے سامنے صفر ہے

۞ دنیا کے ملکوں کے بادشاہ اور حکمراں اپنے سے بڑے طاقتور حکمرانوں اور ملکوں سے ڈرتے اور ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں، ورنہ طاقتور حکمراں کمزوروں پر چڑھائی کردیتے یا ان کی امداد بند کردیتے یا اقتدار چھین لیتے ہیں۔

۞ دنیا کے حکمرانوں کو ہمیشہ اپنے بڑوں سے ڈر کر ان کی مرضیات کا خیال رکھنا پڑتا ہے، مگر کائنات کے شہنشاہ سے بڑا کوئی نہیں، نہ اس کو کسی کا ڈر خوف ہے اور نہ کوئی اس پر چڑھائی کرسکتا ہے اور نہ وہ کسی کے دباؤ میں آکر حکومت کرتا ہے، وہ تو حاکموں کا حاکم ہے، اس سے بڑھ کر طاقت وقوت کسی میں نہیں، وہ منٹوں اور سکنڈوں میں کسی کو بادشاہت سے اتار سکتا یا عطا کرسکتا ہے، اس کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور حکمراں کی کوئی حیثیت ہی نہیں، دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اور انسانوں کی سائنس وٹکنالوجی کی طاقت اس کے سامنے بے حیثیت، بے حقیقت، بے وزن اور صفر ہے۔

اللہ کی حکومت کائنات کے ذرے ذرے پر ہے، وہ مجبور اور محتاج نہیں

۞ دنیا کے بادشاہوں اور حکمراں کی حکومت ان کے اپنے ملک میں ہر چیز پر نہیں ہوتی، ان کی رعایا میں بہت سے لوگ خود اس کے خلاف ہوتے ہیں، ان کی فوج میں باغی ہوتے ہیں، جو دوسرے ملکوں سے تعلقات رکھتے ہیں، اپوزیشن ان کے خلاف ہوتی، ان کی بادشاہت نہ درختوں پر ہوتی ہے، نہ جانوروں پر ہوتی ہے، نہ ابر اور پانی پر ہوتی ہے اور نہ اس زمین کی ہوا پر ہوتی ہے اور نہ ہی چاند وسورج پر ہوتی ہے، مگر کائنات کے شہنشاہ کی حکومت اور

بادشاہت زمین پر انسانوں کو حکومت دینے کے باوجود سورج، چاند، ہوا، پانی، زمین، جانور، نباتات، سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں اور فرشتوں یہاں تک کہ انسانوں اور جنوں کے رونگٹے رونگٹے پر ہوتی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کے احکام پر اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔

۞ خود وہ انسان جو زمین پر بادشاہ بنایا جاتا ہے اس کے جسم کے اعضاء پر اس کی کوئی حکومت نہیں چلتی۔ وہ اندھا، بہرا ہوجائے، بوڑھا ہوجائے، عقل کمزور ہوجائے، فالج ہوجائے، یا کسی اور بیماری میں مبتلا ہوجائے تو وہ خود اپنی مدد آپ نہیں کرسکتا اور نہ اپنا حکم چلاسکتا ہے، اس کی اولاد اگر مرجائے تو وہ ان کو بھی موت سے نہیں بچاسکتا، دنیا کا بننے والا بادشاہ باوجود حکومت واختیار رکھتے ہوئے مجبور ومحتاج ہوتا ہے، اس لئے اس کو حقیقی بادشاہ کہنا صحیح نہ ہوگا، بادشاہ اور شہنشاہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کو اپنی حاکمیت میں کوئی مجبوری نہیں اور کوئی محتاجی نہیں، وہ اکیلا کائنات کے ذرّے ذرّے کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق استعمال کرنے والا ہے۔

۞ کوئی اس پر حاکم نہیں، کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں اور کوئی اس کی مرضی کے خلاف عمل نہیں کرسکتا، اس کی مرضی کے بغیر نہ ہوا چل سکتی ہے، نہ چاند وسورج نکل سکتے ہیں، اس کی مرضی کے بغیر کوئی درخت نہ پھول دے سکتا ہے نہ پھل۔ اس کی مرضی کے بغیر زمین پیداوار نہیں دے سکتی، اس کی مرضی کے بغیر نہ آگ کسی کو جلاسکتی ہے، نہ چھری کاٹ سکتی ہے اور نہ پانی ڈبو سکتا ہے۔ اس کے اشارہ پر فرشتے فوراً دوڑتے اور بغیر کسی تاخیر کے حکم بجالاتے ہیں اور کائنات کے تمام انتظامات کرتے ہیں۔

۞ اس کی بادشاہت اور قدرت کا یہ عالم ہے کے وہ سورج اور چاند پر گہن لگا کر ان کو بے نور کرسکتا ہے، وہ زلزلوں کے ذریعہ زمین کو ہلاسکتا ہے، وہ پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو بغیر برسائے دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے، وہ پیداوار اور غذاؤں کو کیڑوں کے حوالے کرسکتا ہے، وہ سمندروں کے پانی کو طوفان وطغیانی اور سونامی کی شکل میں زمین پر لاسکتا ہے، وہ ہواؤں کو طوفانی بناسکتا ہے، وہ زمین کو مردہ بناسکتا ہے اور وہ بڑی بڑی طاقتوں اور قوتوں کو مچھر، معمولی پرندوں، بیماریوں، پتھروں کی بارش، قحط، بھوک اور پیاس سے ختم کرسکتا ہے۔ اس نے قارون کو

زمین میں دھنسا دیا، قومِ لوط کو پتھروں کی بارش سے ختم کیا۔ بنی اسرئیل کے ایک طبقہ کو بندر بنا کر سزادی، فرعون اور اس کی قوم کو پانی میں ڈبو دیا، نمرود کو مچھر سے سزادی، ابرہہ اور اس کی فوج کو پرندوں کے ذریعہ کنکریاں برسا کر ختم کیا، قومِ نوح کو طوفان سے تباہ کیا۔ غرض اس کو اپنی حکومت اور بادشاہت میں کوئی مجبوری ومحتاجی نہیں اور نہ کوئی اس کی گرفت سے بھاگ سکتا ہے۔

کائنات کے شہنشاہ کو اپنی حفاظت کی ضرورت ہی نہیں

۞ انسانی بادشاہ کو ہمیشہ موت کا بھی خطرہ لگا رہتا ہے، وہ ہمیشہ اپنی حفاظت کے لئے لاکھوں روپئے خرچ کرتا، خاص موٹر، ہتھیار، آلے اور دوربین خریدتا اور خصوصی سپاہی رکھتا ہے، وہ سکون اور چین سے نہ کھا سکتا ہے اور نہ ہی سو سکتا ہے، بیماریوں اور تکالیف سے بھی نہیں بچ سکتا، اگر کوئی انسان اس کو نہ مارے تو ایک دن وہ بوڑھا ہو کر ملک الموت کے ہاتھوں موت کا شکار ہو جاتا ہے، مگر موت سے نہیں بچ سکتا۔

۞ اللہ تعالیٰ نہ پیدا ہوا اور نہ اس کو بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے گزرنا ہے اور نہ اس پر موت ہی آتی ہے، موت تو خود ایک مخلوق ہے، جس کو اللہ تعالی قیامت میں دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کردے گا، اللہ تعالیٰ کو اپنی حفاظت کے لئے نہ سکوریٹی چاہیے، نہ فوج اور ہتھیار، وہ اپنی جس مخلوق سے جو کام لینا ہو لیتا ہے۔

۞ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ میں آسمان کو لپیٹ لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، میں ہوں فرمانروا؛ اب کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر لوگ، پھر وہ اپنے بائیں ہاتھ میں زمین کو لپیٹ لے گا اور کہے گا: میں ہوں بادشاہ، میں ہوں فرمانروا؛ اب کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر لوگ۔ (مسلم: ۴۹۹۵)

اللہ تعالیٰ سے کوئی حساب لینے والا نہیں

۞ دنیا میں بننے والے یہ تمام بادشاہ، جب قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، تو وہ بے سہارا ہوں گے، ان کا نہ کوئی لشکر ہوگا اور نہ سکوریٹی، نہ فوج و پولس ہوگی اور نہ ان کے پاس کوئی ہتھیار، نہ ان کے پاس کوئی طاقت ہوگی اور نہ ان کا کوئی حکم سننے والا اور ماننے والا

اور نہ کوئی حفاظت کرنے والا، وہ مجبور ولاچار بندے اور غلام کی طرح کانپتے، تھرتھراتے، گھبراہٹ اور پریشانی میں، پسینے میں ڈوبے ہوئے ننگے ٹھہریں گے، ان کی بھوک اور پیاس کی شدت کو پورا کرنے والا کوئی نوکر چاکر بھی نہ ہوگا۔ اس دن انہیں کو اپنی حاکمیت کا حساب دینا ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بندے ہو کر کیسے اور کتنی خدائی چلائے، کتنے ظلم کیے اور کتنے انصاف کیے اور کتنا اللہ کے قانون اور احکام پر چلنے سے لوگوں کو روکا اور دنیا میں اور اپنے ملک میں کیسا فساد برپا کیا، زمین پر اقتدار ملنے کے بعد اللہ کے قانون کے خلاف کتنے قوانین بنائے، کتنے انسانوں کا قتل کیا، کتنی ناانصافی کی، ناجائز اور حرام کام کتنے کرائے اور کیے۔

اللہ کی بادشاہت اور انسانی بادشاہت میں کوئی تقابل ہی نہیں

۞ انسانوں کو لفظ مَلِک یعنی اللہ تعالیٰ ہی قطعی اور حقیقی بادشاہ ہے کا لفظ سن کر زمین کے بادشاہوں پر اللہ کو قیاس نہیں کرنا چاہے اور نہ زمین کے بادشاہوں کی طرح ناقص کمزور بادشاہت والا سمجھنا چاہیے، اس لئے کہ انسانوں کی بادشاہت معمولی، حقیر، محتاجی اور مجبوری والی ہوتی ہے۔ زمین کی بادشاہت وقتی اور جھوٹی شان والی ہوتی ہے، اس کی چمک دمک بس ایک خواب کی مانند وقتی اور محدود ہوتی ہے، جس کا جواب اور حساب اللہ تعالیٰ کے پاس دینا پڑتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا، مگر اللہ کی حاکمیت اور بادشاہت ایسی نہیں، زمین کی بادشاہت اور اللہ کی حاکمیت و بادشاہت میں کوئی مناسبت، برابری اور مثال ہی نہیں۔

مشرک انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھا

۞ مگر جو انسان اللہ کی صحیح پہچان نہیں رکھتے اور مشرک ہوتے ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں کی طرح خوفناک اور غضب ناک سمجھا اور دنیوی بادشاہوں پر قیاس کر کے اس کے پاس جانے، اس سے التجاء کرنے اور مدد مانگنے کے لئے واسطے اور وسیلے تصور کر لئے، نتیجتاً وہ شرک میں گرفتار ہو گئے؛ چنانچہ انہوں نے یہ تصور قائم کیا کہ جس طرح انسانوں کا بادشاہ اکیلے اپنے ملک کے تمام انتظامات سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتا

اور مختلف شعبوں کے لیے علحدہ علحدہ وزیروں کو وہ کام سپرد کرتا ہے، اسی طرح کائنات کا یہ شہنشاہ اتنی بڑی کائنات اور اس کی لاکھوں مخلوقات کو اکیلے کیسے سنبھال سکتا ہے؟ اتنی مخلوقات کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور کائنات کے تمام انتظامات سنبھالنے کے لئے انہوں نے علحدہ علحدہ کاموں اور مخلوقات کے لیے مختلف چھوٹے چھوٹے خدا بنا کر ان کی خیالی تصویریں اور مورتیاں بنا ڈالیں اور اس تک پہنچنے کے لئے واسطے اور وسیلے بنا ڈالے۔ انہوں نے سمجھا کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے پاس بغیر واسطوں اور وسیلوں کے نہیں جایا جا سکتا، اسی طرح کائنات کے شہنشاہ کے پاس بھی نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ انہوں نے دنیوی بادشاہوں کی طرح اس کے بھی اہل وعیال بیٹا اور بیٹی بنا ڈالے اور اس کے ساتھ سَو سَو، دو دو سو بیویوں کا تصور قائم کر دیا۔

شہنشاہِ کائنات ہر قسم کی محتاجیوں سے پاک ہے

۞ مگر شہنشاہ کائنات تو انسانی تصور سے بالکل الگ ہے، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور نہ خاندان وقبیلہ والا ہے، وہ دنیوی بادشاہوں کی طرح بیوی، بچے اور خواہشات نہیں رکھتا اور نہ اس کو کسی قسم کی حاجت اور ضرورت ہے اور نہ کوئی محتاجی۔ پوری کائنات اس کے سامنے ایک چھلّے اور انگوٹھی کے مانند ہے، فرشتے تمام انتظامات اس کے حکم سے اور اس کے سامنے انجام دیتے ہیں، وہ تو سمیع اور بصیر ہے، کائنات کا کوئی ذرہ بھی اس سے چھپا ہوا نہیں ہے، اس کے سامنے ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اس کے لئے نزدیک اور دور، اندھیرے اور اجالے کا سوال ہی نہیں، وہ ایک ہی وقت میں عرش سے فرش تک دیکھتا اور سنتا ہے۔ وہ زمین کے اندر اور اوپر، سمندروں کی گہرائی، خلاؤں آسمانوں اور زمین وآسمان کے اندر کی ہر چیز کو دیکھتا اور ان کی حرکتوں کو جانتا ہے، یہاں تک کہ مخلوق کے دلوں کا حال اس کو معلوم رہتا ہے، اس کو اپنی رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح کوئی دھوکا نہیں دے سکتا اور نہ جھوٹ بول سکتا اور نہ غلط باور کرا سکتا ہے، اگر وہ خود سمیع وبصیر نہ ہوتا تو اتنی بڑی کائنات اتنے

ڈھنگ اور سلیقے سے چل نہیں سکتی تھی۔ اگر وہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح فرشتوں کا محتاج ہوتا یا وزیروں کا محتاج ہوتا تو کائنات میں انسانی حکومتوں کی طرح فساد، ظلم اور ناانصافی ہوتی۔ اس کا یہ حال ہے کہ وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے ایسا سمیع، وبصیر ہے کہ اندھیری رات میں سمندر کی کالی سیاہی میں، کالے پتھر پر، کالی چیونٹی کے چلنے کو بھی دیکھتا اور اس کی آہٹ کو سنتا ہے، اس نے مچھلی کے پیٹ سے حضرت یونس علیہ السلام کی پکار سنی۔ وہ چیونٹی، مچھر، مکھی ہاتھی، فرشتوں، آسمانوں، زمینوں، سب کی سنتا ہے اور ہر آن ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس کے لئے دیوار کی آڑ، زمین کی گہرائی، سمندر کی گہرائی، آسمانوں اور زمین کی دوری کی کوئی حیثیت واہمیت ہی نہیں۔ ذرا غور کیجئے جب دنیا کا بادشاہ اپنے ملک کے حالات ایک جگہ بیٹھ کر ٹی وی اور دوسرے آلات سے دیکھ سکتا اور سن سکتا ہے تو شہنشاہ کائنات تو خالق کائنات ہے۔ وہ کیوں نہیں سن سکتا اور کیوں نہیں دیکھ سکتا ہے۔ انسانی بادشاہ کا سننا محدود، اس کا دیکھنا محدود، مگر شہنشاہ کائنات کا سننا لامحدود اور دیکھنا لامحدود۔ وہ ایک ہی وقت، ایک ہی لمحہ نہ صرف دنیا کے انسانوں، جانوروں، نباتات، جمادات کی سنتا ہے اور ان کو دیکھتا ہے؛ بلکہ فرشتوں، آسمانوں، زمینوں اور سمندروں کی تمام مخلوقات کی پکار سنتا ہے اور ان کی فریاد پوری کرتا ہے۔

شہنشاہ کائنات کو اپنی مخلوقات کا مکمل علم ہے

۞ وہ شہنشاہِ کائنات ہے اور علم کا منبع ومرکز ہے، وہ ایسا بادشاہ ہے کہ اپنی مخلوق کا ابتداء سے آخر تک پورا پورا علم رکھتا ہے، وہ بغیر کسی مدد کے یہ جانتا ہے کہ کونسی مخلوق کیا کرنے والی ہے؟ اور کب تک زندہ رہنے والی ہے؟ وہ اپنی مخلوق کے عمل کرنے سے پہلے جانتا ہے کہ وہ کل کیا کرنے والی ہے؟ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ دنیا کے بادشاہ کو اپنے پورے ملک کے حالات کا علم نہیں ہوتا، ملک کے کس حصے میں کیا ہو رہا ہے؟ اس کو خبر دینے سے پہلے واقفیت نہیں ہوتی، اس سے جھوٹ بولا جا سکتا ہے، اس کو دھوکے میں رکھا جا سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا علم نقص وعیب سے پاک ہے، ابتداء وانتہاء سے پاک ہے، وہ اپنے علم سے ہر ایک مخلوق کی کارکردگی جانتا ہے، وہ کسی کی

مدد اور ماہرین سے مشورہ کر کے حکومت نہیں کرتا؛ بلکہ وہ خود ہر ایک کو علم عطا کر کے زندگی کا طور طریقہ سکھاتا ہے، اسی کی رہبری و ہدایت سے ہر مخلوق اپنا اپنا کام کرتی ہے، وہ اپنی ہدایت میں کبھی غلطی نہیں کرتا۔

۞ دنیا کی حکومتوں میں ہر محکموں کو چلانے والے اکسپرٹ (Expert) الگ الگ ہوتے ہیں، ان ہی کی ہدایات پر الگ الگ محکمے چلتے ہیں، جو بہت زیادہ غلطیاں بھی کرتے ہیں۔

اللہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نیند، تھکان اور بھوک پیاس کی مجبوری نہیں رکھتا

۞ دنیا کا بادشاہ کام کر کے تھک جاتا ہے، اس کو ہر چند گھنٹوں کے بعد بھوک، پیاس اور تھکان محسوس ہوتی ہے، پھر اس کو مٹانا پڑتا ہے، پیاس بجھانی پڑتی ہے اور تھکان دور کرنے کے لئے آرام کرنا اور سونا پڑتا ہے۔ جب وہ بیوی بچوں کے پاس یا آرام میں ہو یا نیند کی حالت میں ہو یا کھانا کھاتا ہو تو پھر اپنی عوام کی سنوائی نہیں کرتا۔ وہ ایک وقت میں ایک ہی کام کرسکتا ہے، ایک ہی وقت میں کئی کام نہیں کرسکتا۔ مگر کائنات کا شہنشاہ ایسا ہے جس کو نہ بھوک لگتی ہے، نہ پیاس اور نہ وہ تھکان محسوس کرتا ہے اور نہ سوتا ہے، نہ اس کو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اور تھکان ہوتی ہے۔ اس کو مخلوقات کی طرح نفسانی خواہشات نہیں، وہ دن رات نہ صرف انسانوں کی؛ بلکہ تمام مخلوقات کی دیکھ بھال کرتا ہے، اگر وہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح، تھکان، نیند اور آرام کرنے والا ہوتا تو یہ کائنات چل نہیں سکتی تھی اور نہ اس کی ضرورتیں پوری ہوسکتی تھیں وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے ربِ کائنات بھی ہے، خالقِ کائنات بھی ہے، قادرِ کائنات بھی ہے، سمیع، بصیر اور علیم و خبیر سب ہی ہے اور ہر مخلوق کا رزاق بھی ہے، اس لئے وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی ساتھ تخلیق بھی کرتا ہے، ربوبیت بھی کرتا ہے، توبہ بھی قبول کرتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے، سماعت و بصارت سے بھی کام لیتا ہے، رزق بھی دیتا ہے، موت بھی دیتا ہے، پیدائش بھی کرتا ہے، وہ پوری شان کے ساتھ، پوری قوت کے ساتھ اور پورے کمالات اور خوبیوں کے ساتھ بادشاہ ہے، اس لئے اس کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرنا یا ان کی طرح سمجھنا بہت بڑی گمراہی اور بیوقوفی ہے، اس کی مثل اور

مثال ہی نہیں، اس کی بادشاہت میں اور انسانوں کی بادشاہت میں کوئی تقابل اور برابری نہیں کی جاسکتی اور نہ دنیاوی بادشاہوں سے مثال دی جاسکتی ہے۔

اکیلے اللہ نے خود تمام مخلوقات کی زندگی گزارنے کا ضابطۂ حیات بنایا

۞ انسانی بادشاہ جب کوئی قانون بناتا ہے تو ماہرین قانون سے مدد لے کر بناتا ہے، پھر دنیاوی صدر اور حکمرانوں کو اس قانون پر اپنے ممبروں سے ووٹ لینا پڑتا ہے، اجازت لینی پڑتی ہے تب وہ نافذ کرتا ہے، پھر وہ قانون ناقص نامکمل اور غلطیوں سے بھی بھرا ہوتا ہے، اس میں بار بار اصلاح کی ضرورت پڑتی رہتی ہے یا پھر اس میں تعصب، ہٹ دھرمی اور ایک طرفہ نظریہ ہوتا ہے، وہ اس کے اپنے خاندان، قبیلہ، پارٹی اور قوموں کے لئے فائدہ دیتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے لئے ظلم و زیادتی تکلیف اور مصیبت کا قانون ہوتا ہے اور انسانوں کی فطرت کے مطابق نہیں ہوتا، اس پر تمام لوگوں کو عمل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، ایک حکومت بدلتے ہی دوسری حکومت آکر اس کے قانون اور اصول وضوابط کو بدل دیتی ہے۔

۞ مگر مالکِ کائنات نے شہنشاہِ کائنات ہونے کی وجہ سے اپنے بندوں کے لئے زندگی گزارنے کا جو قانون اور ضابطہ بنایا ہے، وہ تعصب سے پاک ہے، انسانوں کی طبیعت فطرت کے مطابق ہے، سکون اور امن وچین دینے والا ہے، ہر زمانے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے قابل قبول اور قابل عمل ہے، اس میں کوئی نقص اور خرابی نہیں اور نہ تبدیلی کی ضرورت ہے، جو کوئی انسان اس قانون اور ضابطہ پر زندگی گزارتا ہے، وہ دنیا میں بھی باعزت کامیاب رہتا ہے اور سکون و پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی عزت حاصل کریگا اور کامیاب ہوگا۔ کائنات کی ہر مخلوق کو اسی نے ضابطہ زندگی دی۔

۞ انسانی بادشاہ جو قانون بناتا ہے، اس میں حکمت و مصلحت نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ قانون لوگوں کے لئے پسندیدہ اور فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی قانون اور ضابطہ دیا ہے وہ حکمت سے بھرپور اور ہر زمانے اور ہر خطے کے انسانوں کے لئے فائدہ مند اور پسندیدہ ہے۔ اس نے نکاح کے لئے جن لوگوں سے نکاح حرام قرار دیا اس میں

حکمت و مصلحت ہے، اگر اس نے زنا پر سنگساری کا حکم دیا تو اس میں انسانوں کے لئے حفاظت اور عظمت ہے، اگر اس نے قتل پر قتل کا حکم دیا تو اس میں انسانوں کے لئے زندگی ہے، اگر اس نے عورت کو پردے کا حکم دیا ہے تو اس میں عفت و عصمت کی حفاظت اور عزت ہے۔ اس نے کسی چیز کو اگر حرام کیا یا حلال کیا ہے تو اس میں بندوں ہی کا فائدہ ہے۔ وہ اگر اپنے قانون پر عمل کرواتا ہے تو اس سے اس کو کچھ بھی فائدہ نہیں، اس میں بندوں ہی کا فائدہ ہے۔ اگر اس کے قانون پر بندے عمل نہ کریں تو اس سے اس کو کچھ بھی نقصان نہیں، بندوں ہی کا نقصان ہے۔ اگر پورے انسان مل کر اس کی عبادت و اطاعت کریں تو اس کی شان میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوتا اور اگر پورے نافرمانی کریں تو ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔

۞ انسانی بادشاہوں کو جبر اور تشدد کے ساتھ اپنے قانون کو نافذ کرنا پڑتا ہے، کائنات کا شہنشاہ دلوں کو جیت کر اپنے قانون پر عمل کرواتا ہے، انسانی بادشاہ اپنے قانون پر عمل کروانے کے لئے پولس، سی، آئی، ڈی اور جاسوسوں کو رکھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے قانون اور ضابطے پر لوگ اللہ کی محبت میں عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس قانون پر عمل کر کے دنیا میں بڑی بڑی تکالیف کو بھی برداشت کرتے ہیں، یہاں تک کے جان و مال بھی لٹا دیتے ہیں، اللہ نے انسانوں کو ماننے اور نہیں ماننے کی کھلی آزادی اور اختیار دی ہے اور مرنے کے بعد جزا اور سزا کا اعلان کیا ہے؛ مگر دنیا میں ماننے کے لئے انسانوں کی عقل، ضمیر، فطرت اور دل کی چاہت کا اختیار دیا ہے۔

وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے باوجود بندوں سے قریب ہے

۞ اس نے اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ ان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، ان سے کسی قسم کی نافرمانی اور گناہ ہو جائے تو وہ فوراً اپنے مالک اور شہنشاہ سے معافی مانگیں، ناامید نہ ہوں، خوف اور ڈر سے دور نہ ہوں، وہ بار بار اپنے غلاموں کی خطائیں معاف کرنے کے لئے تیار رہتا ہے، اسے بندہ جب چاہے پکار سکتا ہے، اس کو پکارنے اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے مدد مانگنے کا کوئی وقت اور گھڑی علحدہ مقرر نہیں، بندہ سو سکتا ہے مگر وہ نہیں سوتا، اس نے بندوں کو توسط سے مانگنے اور پکارنے کی تعلیم نہیں دی؛ بلکہ مطلق

کائنات کے شہنشاہ کو پکارنے کی تعلیم دی، اس کا دربار دنیاوی بادشاہوں کی طرح چھوٹے بڑے، امیر و غریب اور کالے گورے کا فرق نہیں رکھتا۔ وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے باوجود اپنے ہر ہر بندے اور ہر ہر بندی کی پکار سنتا ان کی مدد کرتا اور ضرورتوں کو پوری کرتا ہے۔ وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے باوجود اپنے بندوں کے ساتھ ہے بندوں کی شہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، وہ اپنے بندوں کی پکار خود سنتا ہے، اس لئے بندہ اسے جب چاہے پکارے اور اس سے اپنی حاجت و ضرورت مانگے۔ دنیا کا بادشاہ ایسا نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے، وہ اپنی رعایا سے دور الگ رہتا ہے، کوئی اس کے پاس بار بار چلا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے، چڑھ جاتا ہے، بار بار معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتا اور ملاقات کی آزادانہ اجازت نہیں دیتا۔

۞ غرض یہ کہ اس نے یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے، وہ بندوں کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے، ان سے راضی ہوتا ہے، ان کو معاف کرتا ہے، وہ تو سخی داتا ہے، اس کی طرح کوئی رحم نہیں کر سکتا۔

۞ انسانی بادشاہ یا صدر اپنی رعایا کی فریاد خود نہیں سنتے؛ بلکہ اپنی حکومت میں علحدہ علحدہ عدالتیں قائم کر کے الگ الگ تاریخوں میں ان کو موقع دیا جاتا ہے، دنیا کی حکومتوں کے ذمہ دار اپنے حاکموں کو صحیح اور غلط مقدمات بنا کر عوام کے حالات صحیح اور غلط بیان کرتے ہیں، بادشاہ کی امداد میں خیانت کر کے پوری نہیں پہنچاتے، جس کی معلومات خود بادشاہ کو نہیں ہوتی، دنیاوی حکمرانوں کے ماتحت لوگ رشوت لے کر بادشاہ کے حکموں کو نافذ نہیں کرتے بلکہ ظالموں، چوروں، غنڈوں، بدمعاشوں اور مجرموں کی مدد کرتے ہیں، انسانی عدالتیں پوری طرح اور صحیح انصاف نہیں کر سکتیں اور ظالم مجرموں کو پوری پوری سزا نہیں دے سکتیں، مگر اللہ تعالیٰ کے فرشتے ایسے نہیں وہ نافرمانی اور بغاوت نہیں کر سکتے، وہ اطاعت ہی اطاعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ ہی کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے مطابق اس کے سامنے کرتے رہتے ہیں، ان میں نافرمانی کا رتّی برابر خیال تک نہیں آتا۔ وہ مخلوق سے کوئی رشوت نہیں لیتے اور نہ مجرموں کی مدد کرتے اور نہ ان کو

سہولت دیتے ہیں، وہ مالک کائنات کے احکام نافذ کرنے میں نہ خیانت کرتے اور نہ رَتی برابر دیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی دنیا کی زندگی میں ان کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے چاہے وہ اس کو مانے یا نہ مانے۔

وہ شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے اکیلا ربّ کائنات ہے

۞ دنیا کے بادشاہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے کے انسانوں کی صرف چند جسمانی ضرورتیں، غذائیں، کپڑا، مکان، نوکری، تجارت، پڑھائی، لکھائی، مجرموں سے روک تھام، سواریوں کا انتظام وغیرہ جیسے کام ہی کرسکتا ہے۔ بارش نہ برسے تو پورے ملک میں قحط جیسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ بیماریاں پھیل جائے تو دور نہیں کرسکتا۔ سورج کی روشنی تیز ہوجائے تو گرمی کو کم نہیں کرسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ مدد نہ کرے تو وہ غلہ، اناج، پانی اور بیماریوں کی تکالیف کو دور نہیں کرسکتا۔ انسانی بادشاہ سوائے انسانوں کے جانوروں، چرندوں، پرندوں، درندوں، چوپایوں، نباتات اور دوسری مخلوقات کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتا، اس کی حکومت صرف اور صرف انسانی مسائل کے بارے میں فکر کرتی رہتی ہے، غلہ اناج اگائیں گے بھی تو انسانوں کی ضرورت کے لئے، دوائیں تیار کریں گے بھی تو انسانوں کی صحت کے لئے، اپنی مدد کرنے کے لیے جانوروں اور نباتات کی حفاظت کرتے ہیں، ورنہ ان کو ختم کردیتے ہیں یا پھر جو چیزیں انسانوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں ان کی فکر کرتے ہیں۔

۞ مگر مالکِ کائنات یعنی شہنشاہِ کائنات ہر مخلوق کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ وہ زمین، آسمان، ہوا، پانی، دریا، پہاڑ، نباتات، جمادات، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، انسانوں، جنات اور فرشتوں سب کی ضرورتوں کو ہر گھڑی ہر لمحہ پورا کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ جہاں وہ انسانوں کی پرورش کرتا ہے وہیں چیونٹی، مچھر اور مکھی کی پرورش کا بھی انتظام کرتا ہے، اگر وہ کائنات کی لاکھوں مخلوق کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں دنیاوی بادشاہوں کی طرح مجبور و محتاج ہوتا اور مشکلات محسوس کرتا یا فرشتے اس کو دھوکہ دیتے تو یہ کائنات تباہی و بربادی کے ساتھ چلتی اس میں ڈسپلین نہ ہوتا۔

اسی کے اکیلے بادشاہ ہونے کی وجہ سے کائنات کی تمام چیزوں میں ربط و تعلق ہے

۞ اس کو اپنی حکومت چلانے اور مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہ اسباب کی ضرورت ہے اور نہ وہ اسباب کا محتاج ہے، وہ اسباب اور بغیر اسباب کے سب کچھ کرتا ہے، اس کے صرف ایک حکم سے اس کے منشاء کے مطابق چیز بن جاتی ہے، وہ اگر مخلوقات کے لئے فریاد کا وقت اور ٹائم مقرر کرتا تو یہ پوری کائنات چل نہیں سکتی تھی۔ وہ سوتا اور تھکتا تو یہ کائنات برباد ہوجاتی، یہ کائنات چلنے میں اپنے بادشاہ، حاکم اور مالک کی ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سکنڈ محتاج ہے، اگر اس کے علاوہ کائنات کے کئی بادشاہ ہوتے اور وہ اکیلا اس کائنات کا بادشاہ نہ ہوتا تو یہ کائنات تباہ و برباد ہوجاتی۔ اس کے اکیلے بادشاہ ہونے کی وجہ سے سورج، چاند وقت پر نکلتے وقت پر غروب ہوتے، وقت پر دن نکلتا اور وقت پر رات آتی، وقت پر موسم بدلتے رہتے، وقت پر برسات ہوتی، ہر چیز کی وقت پر پیدائش اور موت ہوتی، یہ صرف اور صرف اس لئے کہ وہ اکیلا اس کائنات کا کنٹرول کرنے اور حکومت کرنے والا ہے۔ ہر چیز میں ایک دوسرے سے ربط اور ضبط اسی کے اکیلے حکمرانی کی وجہ سے ہے، اگر انسانوں، جانوروں، نباتات، زمین، ہوا، پانی اور پہاڑوں پر الگ الگ خداؤں کی حکومت ہوتی اور ہر ایک کا الگ الگ بادشاہ ہوتا، تو ان میں گروپ بنتے، اختلافات ہوتے اور لڑائی جھگڑے ہوتے، پھر کائنات میں ہر دن جنگ اور فساد کا ماحول ہوتا، نہ زراعت وقت پر ہوتی، نہ برسات وقت پر ہوتی، نہ سورج چاند وقت پر نکلتے، نہ پیداوار وقت پر ہوتی، اس لئے کہ کائنات کی تمام چیزوں میں ربط و ضبط ہے اور وہ ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں اور اگر الگ الگ حکمراں ہوتے تو وہ اپنی مخلوقات دوسروں کو استعمال کرنے نہیں دیتے؛ چونکہ اللہ تعالیٰ اکیلا حاکم ہے اس لئے تمام چیزیں اپنی اپنی ضرورت اور اپنے اپنے وقت پر ایک دوسرے کی تعاون کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے ہر مخلوق کی پرورش کے مطابق کام لیتا ہے۔

وہ اسباب کا محتاج نہیں

۞ انسانی بادشاہ بغیر اسباب کے کچھ بھی نہیں کرسکتا، اس کو اپنی حکومت چلانے کے لئے روپے پیسے اور دوسرے اسباب چاہئے، اس کے خزانے میں کمی ہوتی رہتی ہے، وہ رعایا سے ٹیکس وصول کر کے اپنی حکومت چلاتا ہے اور لوگوں سے رشوت لے کر دولت لوٹتا ہے، زلزلے اور طوفانوں میں دوسری حکومتوں سے مدد لیتا ہے، اس کو اپنی حکومت چلانے کے لئے ہر سال بجٹ بنانا اور اس بجٹ کے حساب سے خرچہ کرنا پڑتا ہے، پھر اس بجٹ میں سے اس کے ماتحت بہت سارا غبن بھی کر دیتے ہیں، اگر خزانے میں خسارہ آجائے تو عوام پر زائد بوجھ ڈالتا ہے؛ مگر شہنشاہِ کائنات ایسا نہیں وہ بغیر اسباب کے سب کچھ کرسکتا ہے، صرف لفظ ''کُنْ'' سے اس کے حکم پر ہر چیز وجود میں آجاتی ہے، اس کے خزانے جو لاکھوں کروڑوں سالوں سے چل رہے ہیں کوئی کمی نہیں۔ تمام رزق کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، وہی ہر خزانے کا مالک ہے، اس کو کائنات چلانے کے لئے نہ کوئی بجٹ بنانا پڑتا ہے اور نہ وہ اپنے بندوں سے ٹیکس کی شکل میں کچھ لیتا ہے۔ اس نے تو امیروں کو زکوۃ خیرات نکالنے کا حکم دے کر غریبوں کی مدد کرنے کا طریقہ بنا رکھا ہے۔ وہ بندوں کو ہر نعمت دیتا ہے، ان سے لیتا نہیں، اس کے کسی خزانے میں کمی کا سوال ہی نہیں اس لئے کہ وہی ہر چیز کا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اسباب اور بغیر اسباب کے ہر چیز پیدا کرسکتا ہے۔ وہ مخلوقات کی تعداد اور آبادی بڑھنے پر ان کے رزق اور دوسرے تمام چیزوں میں بے حساب اضافہ کرتا ہی رہتا ہے۔ بچہ دنیا میں آتے ہی ماں کی سینوں میں دودھ بھیج دیتا ہے، اس نے مخلوقات کی روزی کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لی ہے، وہ مخلوقات کو روزی دیتا ہے اور ان سے کچھ بھی نہیں لیتا، کائنات کے سارے خزانے اس کی ملکیت ہے، اس کو اپنے خزانے بھرنے کے لئے کہیں سے کچھ لانا یا مانگنا نہیں پڑتا۔

۞ رزق کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، قوت وطاقت صرف اسی کی ہے، ہدایت ورہنمائی وہی کرسکتا ہے، علم کا منبع اور مرکز وہی ہے، تخلیق صرف اسی کی ہے، انصاف کا مالک وہی ہے قدرت صرف اسی کی ہے، حاکمیت اسی کی ہے، مالکیت اسی کی ہے۔

اللہ ہی کائنات کا حقیقی مالک بھی ہے

﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (النجم:۳۱)

ترجمہ: اور زمین وآسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مالک کیسا؟ دوسرے مالک کیوں نہیں؟ جب کہ دنیا میں ہم بہت سے لوگوں کو بہت ساری چیزوں کا مالک جانتے اور کہتے ہیں۔ یہ بات پھر یاد رکھیے کہ کائنات میں جتنی چیزیں ہیں، چاہے وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں، یا زمین اور آسمانوں کے درمیان، سب اسی کی ملکیت ہیں، وہی اکیلا ان کا مالک ہے، کوئی دوسرا ایک تنکے کا بھی مالک حقیقی نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مالک وہی بن سکتا ہے جو کسی چیز کو بنائے اور اس کی پرورش کرے اور اس پر ہر طرح سے تصرف کا اختیار رکھے اور اس کا مکمل حاکم ہو، اس لحاظ سے کائنات میں اللہ کے سوا کسی دوسرے میں یہ صفات ہی نہیں، ہر چیز اور ذرہ کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور وہی اس کی پرورش کر رہا ہے اور اس پر ہر طرح سے قادر ہے اور حاکمیت اسی کی ہے، مثلاً انسانی بادشاہ خود اپنی آنکھوں، کانوں، ہاتھوں اور پیروں کا مالک نہیں ہوتا، اس لئے کہ اس نے خود اپنے اعضاء نہیں بنائے، نہ وہ ان کی پرورش کرسکتا ہے اور نہ ان کو جیسا چاہے استعمال کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ ان اعضاء پر اس کا حکم چلتا ہے، اس لحاظ سے زمین کا بادشاہ خود اپنے اعضاء کا مالک نہیں، نہ وہ آنکھوں سے بولنے کا کام لے سکتا ہے، نہ کانوں سے دیکھنے کا کام لے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن جن کاموں کے لئے جو اعضاء دیے ہیں ان سے وہی کام لے سکتا ہے اس کے علاوہ دوسرے کام نہیں لے سکتا ہے۔ سانس کا لینا اور نہیں لینا بھی اس (انسان) کے اختیار میں نہیں، وہ بھی اللہ کے حکم سے اس کے جسم میں اندر جاتی اور باہر نکلتی ہے، نیند میں سو جائے تو نیند سے بھی واپس آنا اس کے اختیار میں نہیں، ایک گلاس پانی پینے کے بعد وہ اپنے اختیار سے اسے باہر بھی نہیں نکال سکتا، ایسے مجبور انسان کو ہم بادشاہ کیسے مانیں؟

اللہ تعالیٰ نے مالک کائنات ہونے کی وجہ سے اس دنیا کو انسانوں اور جنوں کے لئے امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا اور دنیا کو دارالاسباب بنا کر بہت ساری چیزیں اسباب کے ذریعہ دیتا ہے اور یہ ایک مختصر مدت کے لئے انسانوں کو دی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ دنیا میں زندہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے گائے، بھینس، بکری، اونٹ، مرغی، ہاتھی، گھوڑا وغیرہ کو دودھ، انڈے، گوشت اور سواریوں کے لئے پیدا فرما کر انسانوں کے استعمال میں دیا، اگر گائے، بھینس، بکری دودھ نہ دیں اور مرغی انڈے نہ دیں اور ان کا گوشت کڑوا کسیلا ہو جائے اور ہاتھی، گھوڑا، اونٹ سواری نہ ہونے دیں اور انسانوں سے دور بھاگنے والے بن جائیں، تو انسان ملکیت کے دعوی کے باوجود ان سے دودھ، انڈے اور گوشت نہیں لے سکتا، گائے اور بھینس بعض اوقات دودھ نکالنے نہیں دیتیں اور ہاتھی سوار ہونے نہیں دیتا اور کبھی کبھی اپنے نقلی مالک ہی کو کچل دیتا ہے، ذرا غور کیجئے! انسان ان کا حقیقی اور اصل مالک کیسے ہوا، ان کا حقیقی اور اصلی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے، انسان ان کا مالک ہوتا تو ان کو مرنے نہیں دیتا، اگر ان پر موت آجائے تو وہ ان کو بچا نہیں سکتا، وہ تو ان جانوروں کا چوکیدار ہے، اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ گھاس، چنا، گنا اور پانی لا کر ان کے سامنے ڈالتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس لئے زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی جتنی چیزیں ہیں ان کا حقیقی مالک اللہ ہی ہے۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ انسان درختوں اور پودوں کا بھی مالک نہیں، وہ تو اللہ کی پیدا کردہ بیج زمین میں پھینک کر آجاتا ہے، پھر اس کو خود یہ نہیں معلوم ہوتا کہ زمین میں بیج کا کیا حال ہوا؟ آیا وہ پرورش پا رہا ہے یا سڑ گل گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پانی نہ برسائے تو انسان آسمان کی طرف بار بار نگاہ اٹھا کر بادلوں کا انتظار کرتا یا پھر مایوسی کی حالت میں گھر لوٹتا ہے، بیج کو پھاڑنا بیج سے پودا نکالنا اور پودے کو درخت میں تبدیل کرنا اور درخت سے پھول پھل نکالنا یہ سب انسانوں کے بس کی بات نہیں، یہ تو صرف ان کے اصلی اور حقیقی مالک کا کمال ہے، اس لئے وہی اصل مالک ہے۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ انسان کی حیثیت ایک کرایہ دار کی سی ہے جو مختصر مدت کے لئے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کوئی چیز یا مکان کرایہ پر لیتا ہے اور پھر مدت پوری ہونے کے بعد واپس کر دینا

پڑتا ہے، مثلاً ایک انسان موٹر یا موٹر سائیکل کسی دوسرے انسان کو دیتا ہے تا کہ وہ اپنا سفر بغیر تکلیف کے سہولت اور آرام سے کر سکے، اب یہ شخص موٹر سائیکل مانگ کر اپنا سفر کرتا ہے، تو سفر کے دوران وہ موٹر سائیکل کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتا اور نہ کہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو موٹر سائیکل کا مالک سمجھتا ہے۔ یہ احساس اور ذہن رکھ کر موٹر سائیکل کو اس کے مالک کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے، ورنہ مالک کو جواب دینا پڑے گا۔ وہ سفر کے دوران پوری کوشش کرتا ہے کہ گاڑی خراب نہ ہونے پائے، اس کے کسی پرزے کو غلط استعمال نہ کرے، ورنہ مالک حساب لے گا، امانت کو امانت کی حیثیت سے احتیاط کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ دوران سفر موٹر سائیکل جس کی ہے اس کی ملکیت کا احساس رکھ کر بات کرتا ہے۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں) اس کے برعکس اگر کوئی موٹر سائیکل لینے کے بعد یہ کہے کہ یہ موٹر سائیکل میری ہے اور میں اس کا مالک ہوں اور وہ اپنی مرضی سے موٹر سائیکل چلا کر ایکسیڈنٹ کر کے خراب کر دے تو یہ بے ایمانی اور ناشکری ہوگی اور مالک کو اس کا نقصان ادا کرنا ہوگا۔

۞ بالکل اسی طرح انسان کا جسم بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جو اس کو دنیا کی زندگی گزارنے کے لئے دیا گیا ہے، اگر انسان اپنے جسم کا مالک ہوتا تو اس پر بڑھاپا اور بے شمار بیماریاں کیوں آتیں؟ اچانک ہارٹ اٹیک کیوں ہوتا؟ جب بیماریوں کی حالت آجاتی ہے تو انسان اپنے جسمانی نظام کو سدھارنے کے لئے پریشان رہتا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوا کے انسان اپنے جسم اور جسمانی اعضاء کا بھی مالک نہیں؟ مگر مالک ہونے کے دعویٰ مسلم اور غیر مسلم دونوں بے شعوری کے ساتھ کرتے ہیں۔

۞ اسی طرح انسان بیوی، بچوں کا بھی مالک نہیں، ان کا حقیقی اور اصلی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان نے نہ بیوی، بچے بنائے اور نہ ہی ان میں روح پھونکی اور نہ ان کے اعضاء بنائے اور نہ وہ ان کے لئے غذائیں، ہوا اور پانی پیدا کر سکتا ہے، ان پر موت آجائے تو وہ ان کو بچا بھی نہیں سکتا۔

۞ بالکل اسی طرح یہ کائنات پوری کی پوری اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنی مخلوقات کو زندگی گزارنے کے لئے مختلف چیزیں حوالے کرتا ہے، جو ایک مختصر مدت تک کے لئے ان کے

پاس اللہ کی امانت ہوتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کو زندگی گزارنے کے لئے بہت ساری چیزیں دیتا اور ان پر تصرف کا اختیار دیتا ہے اور ان کو انسان کے تصرف استعمال کرنے اور قبضے میں رکھنے کے قابل بنا دیتا ہے، انسان کے پاس وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہوتی ہیں اب اگر انسان ان کو اپنی ملکیت سمجھے اور ان کا مالک اپنے آپ کو تصور کرے تو یہ ایمان داری کے خلاف ہے۔ ان چیزوں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں اللہ ہی کی مِلک سمجھنا اور ان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو کہنا ایمانداری ہے۔

۞ جب درخت اللہ تعالیٰ کے ہیں، آسمان اللہ تعالیٰ کا ہے اور معدنیات اللہ تعالیٰ کی ہیں، سورج، چاند، ستارے سب اللہ تعالیٰ کے ہیں، پانی اللہ تعالیٰ کا ہے، تو پھر زمین، روپے پیسے، جسمانی اعضاء اور جسم انسانوں کا کیسے ہوا اور ہوگا؟ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں، بطورِ امانت اور امتحان دیے گئے ہیں، انسان زمین کا حقیقی مالک ہوتا تو اس کو اپنے قبضے سے کبھی نکلنے نہیں دیتا اس کے مرتے ہی زمین، مکان، دوکان پر دوسروں کا قبضہ ہو جاتا ہے یا وہ فروخت کر کے دوسروں کے حوالے کر دی جاتی ہیں، دوسرے اس کے مالک بن جاتے ہیں۔

۞ ذرا غور کیجئے! کہ ہم جس زمین پر رہتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک پتہ نہیں اس کے کتنے مجازی مالک گزر رہے ہیں۔ **لا مالک الا الله**

۞ اللہ تعالیٰ چونکہ زمین کا حقیقی مالک ہے اس لئے شروع سے آج تک اور قیامت تک زمین اسی کی ہے، اس کے حکم سے قرار پائی ہوئی ہے۔ اسی طرح انسانوں کا جسم اور انسانی اعضاء کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضعیف، بوڑھے اور ناکارہ ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ مالک ہے اس لئے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق موت کے ذریعہ انتقال کرنا پڑتا ہے، دنیا میں کوئی چیز بھی انسان کی نہیں، نہ وہ کسی چیز کو اس کا مالک حقیقی کہہ سکتا ہے۔

اللہ کو حقیقی مالک نہ سمجھنے سے انسانی زندگی شیطانیت کا شکار ہو جاتی ہے

۞ اللہ تعالیٰ کو ملک اور مالک سمجھنے سے ایمان والوں کی زندگی پر بہت بڑا اور گہرا اثر پڑتا ہے، وہ ہر چیز کو مالک کی مرضیات پر استعمال کرنے والے ہو جاتے ہیں اور

چیزوں کے غلط استعمال پر اللہ تعالیٰ کے پاس جواب دینے کا احساس رکھتے ہیں۔

۞ اسی طرح زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کے ہیں، وہی ان کا اکیلا مالک ہے، کائنات کی تمام چیزوں کو چھوڑ کر صرف زمین کو اللہ نے انسانوں کے قبضے میں دیا ہے؛ مگر زمین کا حقیقی بادشاہ اور مالک اکیلے اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب انسان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ زمین پر اگر اپنا قبضہ اور اقتدار رکھتا ہے اور مختصر مدت کے لئے کسی علاقے کا حاکم بنایا جاتا ہے، تو وہ شہنشاہِ حقیقی کے احکام و قوانین کو زمین پر نافذ کرے، نہ کے اپنے احکام نافذ کر کے اپنی خدائی چلائے، جو انسان اپنے احکام نافذ کر کے اللہ کے بندوں کو ان احکام کی پابندی کے لئے مجبور کرتا ہے، تو گویا اس نے اللہ کو ملک اور مالک نہیں مانا اور وہ اپنے مالک کے ساتھ غداری کر رہا ہے۔

۞ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسانوں کو صحیح علم نہیں ملا یا وہ سچائی سے دور رہے تو وہ غلط عقائد، غلط افکار اور غلط خیالات کے شکار ہوئے اور ہوتے رہیں گے، ماضی میں بہت سے انسانوں کی مثال قرآن مجید نے پیش کر کے انسانوں کی صحیح رہبری کی، فرعون نے اپنے آپ کو رب اعلی کہا اور اس سرزمین کا سب سے بڑا مالک سمجھا، وہ عارضی حکومت واقتدار کو تمام چیزوں پر ہر طرح کی حاکمیت اور مالکیت کا تصور رکھتا تھا، اس لئے اس نے دعویٰ کیا کہ اس ملک کا وہ سب سے بڑا مالک اور حاکم ہے۔

۞ قارون اپنی دولت اور پونجی کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتا تھا اور وہ مالک ہونے کی حیثیت سے ہر قسم کے تصرف کا اختیار خود ہی کو سمجھتا تھا۔

۞ قوم لوط اپنے جسموں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتی تھی، جس کی وجہ سے جسم اور جسمانی اعضاء کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کو اپنا حق سمجھتی تھی۔

۞ قوم عاد و ثمود نے اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھا اور گھمنڈ وغیرہ میں مبتلا ہو کر کفر کیا، جب انسانوں کو صحیح تعلیم نہیں ملتی تو ان کے افکار و خیالات بھی غلط ہو جاتے ہیں اور جب افکار و خیالات غلط ہو جائیں تو عمل بھی غلط ہو جاتا ہے۔

۞ چنانچہ جب انسان دنیا اور دنیا کی چیزوں کو اللہ کی ملکیت اور ان کا مالک اللہ ہی

کو نہیں سمجھتا تو وہ انسانوں کا خون کر کے ان کی زمین، جائیداد اور مال و دولت ہڑپ کرنے کے لئے ان کی ملکوں پر چڑھائی کرتا، بم باری کر کے لوگوں کا قتل و خون کرتا، ان کو اپاہج بنا دیتا اور دوسرے ملکوں کے انسانوں کو اپنا غلام بنا کر ان پر اپنی خدائی چلاتا ہے اور اللہ کی زمین کو اپنی زمین، اللہ کے سمندروں کو اپنا سمندر، اللہ کے جنگلات، پہاڑوں اور دریاؤں کو اپنی ملکیت کہتا ہے، آج کل تو لوگ چاند پر رہنے اور وہاں بسنے کی کوشش کر رہے ہیں اور چاند کی زمین کو اپنی ملکیت بنانا چاہ رہے ہیں اور قبضہ حاصل کرنے سے پہلے وہاں کی زمین فروخت کر رہے ہیں، پھر وہاں کی زمین حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑیں گے۔

۞ انسان جب اپنے آپ کو زمین کا مطلق بادشاہ اور حاکم سمجھتا ہے، تو اللہ کے ہر منع کردہ چیزوں کے خلاف اپنا قانون بناتا اور لوگوں کو برائیوں میں مبتلا کرتا ہے؛ چنانچہ موجودہ زمانے میں مختلف ملکوں میں سود عام ہو چکا ہے، پوری دنیا میں ہر کاروبار میں سود داخل ہو گیا ہے، زنا کے لائسنس دیے جا رہے ہیں، شراب، ناجائز کاروبار اور جوا وغیرہ کی اجازت دی جا رہی ہے، ناچ اور گانا بجانا کو انڈسٹری سمجھا جا رہا ہے اور کھلی چھوٹ دی گئی ہے، مرد کو مرد کے ساتھ، عورت کو عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ قتل، وخون، چوری، زنا سود اور فساد کے خدائی قانون کو بدل کر مجرموں کو چھوٹ دی گئی ہے۔

اسلام اللہ کی صفتِ مالکیت کو سمجھا کر اطاعت و بندگی کی تعلیم دیتا ہے

۞ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر یہ تعلیم دی کہ کائنات کے ذرّے ذرّے کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، زمین، آسمان اور ان کے اندر اور درمیان کی تمام مخلوقات کا مالک صرف اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کی ملکیت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا حقیقی مالک نہ مانے؛ چونکہ اللہ تعالیٰ کائنات کا اکیلا مالک ہے، اس لئے تمام مخلوقات اس کی مملوک اور غلام ہیں انسان کو چاہئے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا مملوک اور غلام ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا حقیقی مالک ہے تو وہ اپنے مالک کا وفادار بندہ بنے، فرمانبردار بندہ بنے، اختیار و آزادی کا غلط استعمال کر کے باغی نہ بنے، بے ایمان نہ

بنے، دوسری تمام مخلوقات کی طرح وہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کی غلامی و بندگی اختیار کرے۔

۞ جب انسان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کے ذرّے ذرّے کا اکیلا مالک ہے، خود اس کے جسم اور جسمانی اعضاء کا بھی مالک اللہ ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کا مملوک اور غلام ہے تو اس میں غلام جیسی صفتیں پیدا ہوں گی، وہ غلام ہو کر مالک جیسا رویہ اختیار نہیں کرے گا، اس میں باغیانہ اخلاق پیدا نہیں ہوں گے، وہ کائنات کی تمام چیزوں کو اپنی ملک یا انسانوں کی ملک یا حکومتوں کی ملک نہیں سمجھے گا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہی ملک سمجھے گا اور ان کو مالک کی مرضیات کے مطابق استعمال کرے گا۔

۞ جب اس کو اللہ تعالیٰ کا مالک حقیقی ہونا سمجھ میں آجائے گا، تو وہ یہ چاہے گا کہ اس کے مالک نے کائنات کی بہت ساری چیزوں کو اس کی زندگی آسانی سے گزارنے اور دنیا چلانے کے لئے مختصر اور محدود مدت تک کے لئے، اس کے قبضے میں دیا ہے اور ان پر تصرف کا اختیار دیا ہے، اس لئے وہ ان میں اپنی مرضی سے تصرف نہیں کرے گا بلکہ وہ اپنے آپ کو مالک کا نمائندہ سمجھ کر تصرف کرے گا اور مالک کے پاس حساب و کتاب اور جواب دینے کا احساس پیدا کرے گا اور ہر کام کرتے وقت مالک کی بڑائی کو ملحوظ رکھے گا، مالک کا ادب واحترام اور مالک سے ڈر خوف رکھے گا، مالک کے علاوہ کسی دوسرے کو مالک کی جگہ نہ دے گا اور نہ مالک مانے گا۔ **لا مالک الا اللہ** کہے گا۔

۞ اسی اعتقاد و یقین کی وجہ سے اس کو یہ احساس رہے گا کہ وہ مالک کی زمین پر رہتا ہے، مالک کے آسمان کے نیچے سوتا ہے، مالک ہی کی غذائیں اور نعمتیں کھاتا ہے، مالک ہی کی ہوا میں سانس لیتا ہے اور مالک ہی کا پانی پیتا ہے، تو اس کو مالک ہی کا وفادار بن کر زندگی گذارنا ہے اور مالک ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنا ہے تو وہ مالک کے ہر حکم پر دوڑتا ہے وہ مالک کے علاوہ کسی کو نہ مالک مانتا ہے اور نہ مالک کے ساتھ شریک کرتا ہے اور نہ مالک جیسا سمجھتا ہے۔ وہ کائنات کی تمام چیزوں کی طرح مالک ہی کا وفادار، فرمانبردار غلام اور بندہ بن کر رہتا ہے اور بار بار مالک کے احسانات و انعامات کا شکر ادا کرتا ہے، غلطی

ونافرمانی ہوجائے تو فوراً مالک سے رجوع ہوکر غلطی کا اعتراف کرتا ہے، معافی مانگتا ہے اور پھر دوبارہ نافرمانی نہ کرنے کا عہد کرتا ہے، ہر بات میں مالک کا نام لے کر بات کرتا ہے، یہ کیفیت ایک بندہ میں اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں مالک ماننے کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے۔

۞ جو انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا اکیلا مالک نہیں مانے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہتے ہوئے، اللہ کے آسمان کے نیچے سوتے ہوئے، اللہ کی غذائیں کھاتے ہوئے اللہ کا پانی پیتے ہوئے، اللہ کا یا تو انکار کرے گا یا اللہ کے ساتھ ساتھ دوسروں کو شریک کرکے ان کو بھی مالک جیسا مان کر شرک کرے گا اور نفس کی غیروں کی اطاعت وغلامی میں گرفتار رہے گا، اس کا سر مالک کو چھوڑ کر ہزاروں کی چوکھٹ پر جھکے گا، اس کا ہاتھ ہر ایک کے سامنے اٹھے گا۔ وہ اپنے آپ کو مالک کا نمائندہ نہیں سمجھے گا؛ بلکہ مالک کی ملکیت پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے گا۔ مالک کا وفادار بننے کے بجائے باغی اور سرکش بندہ بن کر رہے گا، مالک کا ناشکرہ رہے گا، غلطی اور گناہ کا نہ احساس کرے گا اور غلطی پر مالک سے معافی مانگنے کے بجائے غیروں سے رجوع ہوگا۔ وہ مالک سے ویسی محبت نہیں کرے گا جیسی کرنی چاہیے، مالک سے بڑھ کر دوسروں سے محبت کرے گا۔ انسان کی یہ روش غداری اور بے ایمانی کہلائے گی۔

دنیا کے مجازی مالکوں کی انسان بہت قدر کرتا ہے

۞ دنیوی زندگی میں انسان جب کسی حکومت یا کمپنی میں ملازمت کرتا ہے اور مختصر و محدود مدت کے لئے وہاں نوکر اور غلام بن کر رہتا ہے، تو وہ حکومت یا کمپنی کے مالک کے حکم پر چلتا اور ان کے اشاروں پر دوڑتا ہے اور ان کی ذرا سی بھی نافرمانی اور مخالفت نہیں کرتا، غلطی پر نقصان اور جواب دہی اور پکڑے جانے کا احساس رکھتا ہے، وہ اپنے مجازی مالک سے ڈرتا، خوف کھاتا اور ادب واحترام کرتا ہے۔

۞ انسان کو یہ بات سوچنا چاہئے کہ جب وہ مختصر اور محدود مدت کے لئے کسی کا نوکر اور غلام بن کر مالک کی پوری وفاداری کرتا ہے، تو پھر حقیقی مالک جو اس کی دنیا اور آخرت میں ساری ضرورتیں پوری کرنے والا ہے، جس کی وجہ سے اس کی سانس اندر جاتی اور باہر

آتی ہے، جو اس کو عزت دیتا اور ذلتوں سے بچاتا ہے، جس کے قبضے میں رزق دینا اور نہیں دینا ہے، جو اس کی بداعمالیوں کو معاف کرکے آخرت بنانے کا موقع دیتا ہے اور انسان کے رونگٹے رونگٹے پر اسی کی حکومت ہے، وہی اس کا مالک حقیقی ہے، تو اس کے ساتھ اسی کا بندہ ہونے کے ناتے کتنی وفاداری اور فرمانبرداری ہونی چاہئے؟ مجازی اور مختصر عارضی مالک کے ساتھ جو مجبور ومحتاج ہوتا ہے، بے انتہا ڈر، خوف، پوری وفاداری اور فرمانبرداری جاری ہے، مگر حقیقی مالک کے ساتھ نافرمانی اور بغاوت کیسے؟ جس کی رضا کی وجہ سے دنیا وآخرت کے بننے اور سنورنے کا تعلق ہے، جس کی اطاعت وغلامی سے جنت میں وراثت ملنے کا موقع ہے، اگر انسان اپنے حقیقی مالک کے ساتھ وفاداری نہ کرے، اسی کی غلامی نہ کرے تو یہ بہت بڑی غداری اور نمک حرامی اور بغاوت ہوگی۔ جو انسان کو دنیا اور آخرت میں گھاٹے اور خسارے میں مبتلا کردے گی اور جنت جیسی نعمت سے محروم کردے گی۔

۞ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی ملکیت اور مالک ہونے کو سمجھا کر یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تخلیق کرنے والا ہے، تخلیق کے ساتھ ساتھ وہی پرورش کرنے والا بھی ہے، وہی ان پر مکمل قدرت رکھنے والا بھی ہے اور وہی ان پر حاکم حقیقی ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے میں نہ مالک بننے کے یہ صفات ہیں اور نہ کوئی دوسرا مالک حقیقی بن سکتا ہے۔ دنیا میں انسان جن جن چیزوں کا مالک نظر آتا ہے اس نے نہ ان کو بنایا، نہ پیدا کیا اور نہ وہ ان کی پرورش کرسکتا ہے اور نہ ان پر قدرت رکھتا ہے اور نہ ہی اس کی حکومت ان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے وہ چیز ان سے چھین لے سکتا ہے اور ان کی ملکیت کو ختم کرسکتا ہے، اس لئے انسان صرف اپنے حقیقی مالک کا وفادار بنے اور بغاوت کی روش سے باز آجائے۔

انسان خود اپنے نوکر اور غلام سے اطاعت وفرمانبرداری چاہتا ہے

۞ انسان کی خود فطرت بھی یہ ہے کہ وہ جب کسی انسان کو اپنا نوکر اور غلام بناتا ہے اور اس کی تمام ضرورتوں کو پوری کرتا ہے، اس کو جب اپنے مال میں تصرف کا اختیار دیتا ہے،

تو مالک مجازی ہونے کے ناتے وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا غلام اور نوکر اسی کی مرضی ومنشا پر چلے اور اسی کی اطاعت وغلامی کرے، اگر نوکر یا غلام اس کو اپنا مالک ہی نہ مانے یا اس کے ساتھ دوسروں کو بھی مالک مان کر ان کا بھی شکر ادا کرتا رہے اور ان کی بھی غلامی کرے تو انسان خود اپنے نوکر اور غلام کو برداشت نہیں کرتا، بالکل اسی طرح انسان جو اصل میں اللہ تعالیٰ کا غلام اور بندہ ہے اور جس کی ہر ضرورت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا پوری فرما رہا ہے، اگر انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی اپنا مالک اور ضرورتوں کو پوری کرنے والا مانے اور مالک حقیقی کو چھوڑ کر غیروں سے مدد مانگے، دعا مانگے، شکر ادا کرنے کے لئے سجدے کرے، ان سے منتیں مانگے اور ان کی بڑائی کرے، تو کیا یہ بات خود انسان کے لئے پسندیدہ ہے؟ کیا انسان خود اس کو بغاوت اور نمک حرامی نہیں مانتا؟ کیا وہ اس کو غداری تصور نہیں کرتا؟ کیا یہ ناشکری نہیں؟ مالک کو حقیقی مالک نہ ماننا، برائے نام مالک مان کر دوسروں کو بھی مالک کے ساتھ شریک کرنا، یہ بہت بڑی غداری اور بے وفائی ہے جسے خود انسان مانتا اور سمجھ سکتا ہے۔

۞ ایک عورت اپنے شوہر کو شوہر مانتے ہوئے غیر مردوں کو بھی شوہر کی طرح مانتی ہے اور ان کے ساتھ بھی شوہر جیسی محبت رکھتی ہے، تو سارے انسان عورت کو کیا کہیں گے؟

۞ ایک لڑکا اپنے والد کو والد مان کر دوسروں کو بھی والد مانے اور ان سے والد جیسی مدد اور ضرورت طلب کرے، تو کیا کوئی باپ لڑکے کے اس عمل کو پسند کرے گا؟ اور کیا اس سے خوش ہوگا؟

انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی کو مالک مانتا ہے تو اسی کی غلامی کرتا ہے

۞ دنیا کی زندگی میں انسان جب کسی کا نوکر اور غلام بنتا ہے تو اس بات کی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے مجازی مالک کی آنکھوں کا تارہ بن جائے اور مالک کے دل پر سوار ہو جائے، وہ چاہتا ہے کہ تمام نوکروں میں اس کا نام مالک کے تذکروں میں رہے اور وہ مالک کا چہیتا بن جائے، ایک مرتبہ بادشاہ محمود نے اپنے محل کے باہر دولت تقسیم کروائی، درباری اس دولت کو حاصل کرنے میں ٹوٹ پڑے، ایاز جو اس کا غلام تھا وہاں نہیں گیا اور بادشاہ محمود کے ساتھ ہی چلتا رہا تو محمود نے پوچھا: ایاز تم کیوں وہاں نہیں گئے؟ تو ایاز نے

کہا: وہ لوگ بیوقوف ہیں جو اصل مالک کو چھوڑ کر مختصر دولت لوٹنے کے لئے دوڑ پڑے ہیں، میں تو آپ کو اپنا بنانا چاہتا ہوں، آپ کو لوٹنا چاہتا ہوں، جب آپ میرے ہو جائیں گے، تو حکومت کی ہر چیز میری ہو جائے گی؛ اس لئے میں نہیں گیا۔

۞ بالکل اسی طرح جب ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک حقیقی مانتے ہیں تو مالک ہی کو اپنا بنانے کی کوشش کرنا اور مالک کا ہو جانا، جب مالک کے ہو جائیں گے، تو مالک ہم کو اپنی شان کے مطابق نعمتیں دے گا، ناز ونخروں میں رکھے گا۔ عزت ومرتبہ دے گا اور جنت کا وارث بنائے گا۔

۞ جب مالک سے محبت ہو جائے گی اور مالک کے دیوانے بن جائیں گے، تو مالک جس حال میں رکھے گا اس پر راضی رہیں گے، کبھی شکایت نہیں کریں گے، مثلاً محمود بادشاہ نے ایک مرتبہ ایاز کو کھیرا یا ککڑی کا ٹکڑا دیا جو بہت کڑوا تھا، ایاز نے اسے بغیر شکایت کیے خوشی خوشی کھا لیا۔ محمود نے پوچھا: ایاز وہ تو کڑوا تھا، تم نے شکایت نہیں کی، تو ایاز نے کہا کہ: سرکار؛ ہر مرتبہ آپ نے میٹھی چیز دی، اچھی اچھی نعمتیں دیں، ایک مرتبہ کڑوا ٹکڑا آ جائے تو کیسے شکایت کروں؟ آپ کے ہاتھوں سے ملنے والی ہر چیز میرے لئے نعمت ہے۔ بس مالک کا وفادار اور اس کا شکر گذار بننے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ پر جو بھی حالات لائے اس پر راضی رہنا اور شکر ادا کرنا، یہ بندگی اور وفاداری ہے۔ تکالیف پر مالک سے ناراض ہو جانا اور مالک کو برا کہنا یا دوسروں کی طرف چلے جانا، یہ ناشکرا پن اور بے وفائی اور نمک حرامی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کو مالک ماننے کے بعد بندہ کا رویہ اس طرح ہونا چاہیے کہ وہ مالک کی محبت میں جینے اور مرنے والا بنے۔ مالک ہی کی تعریف و بڑائی بیان کرے اور اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، مالک ہی کا ذکر، بڑائی، حمد اور شکر بیان کرے اور مالک ہی کی خاطر کسی سے دوستی کرے یا کسی سے دشمنی کرے۔ جب ایک انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک مان لیتا ہے، تو اس کی طرز زندگی اور اعمال میں زبردست انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور وہ مالک کے پکارنے پر دوڑتا اور اس کے احکام بجالانے کے لئے بے چین رہتا ہے، مالک کا نام سن کر سکون پاتا ہے، مالک کی اطاعت کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔

۞ اس کے برعکس ہمارا حال کچھ عجیب سا ہے، ہم کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک مانتے ہیں؛ مگر جب اللہ تعالیٰ کا منادی ہم کو اس کی طرف سے نماز کے لئے بلاتا ہے، تو ہم اپنی دوکان، مکان اور اہل وعیال نہیں چھوڑتے، دوکانوں اور مکانوں سے چمٹے بیٹھے رہتے ہیں، اس کے برعکس ایک کتے کا مجازی مالک اس کو پکارتا ہے، تو وہ مالک کو دیکھے بغیر اس کی آواز کے رخ پر اسی طرف دوڑتا اور مالک کے پیروں میں لوٹتا ہے، تو یہاں ہم کو اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ہمارا عمل اچھا ہے یا کتے کا؟

۞ جب عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو ہم مالک کو ناراض کر کے مخلوق کی اطاعت وغلامی کرتے ہیں اور مالک کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے، مالک سے بڑھ کر مخلوق سے محبت کرتے اور مالک کے مقابلے میں مخلوق کی بڑائی اور تعریف بیان کرتے ہیں، اس طرح سے اللہ تعالیٰ کو مالک ماننا صحیح نہیں، ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد جب ایمان والا اللہ تعالیٰ کو مالک مان لیتا ہے، تو اس کی نماز، اس کا روزہ، اس کی عبادتیں، اس کا جینا اور اس کا مرنا، سب کچھ اللہ رب العلمین کے لئے ہوجاتا ہے، وہ مالک حقیقی کی بڑائی اور تعریف کے مقابلے کسی کی بڑائی اور تعریف سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ وہ مالک کا شکر بجالانے کے لئے نماز کا انتظار کرتا۔ اس کی مالک سے ملاقات نماز کے ذریعہ ہوتی رہتی ہے، اگر اس کی ایک نماز چھوٹ جائے تو وہ مالک کے دربار میں غیر حاضری کو زبردست نقصان سمجھتا اور بے چین رہتا ہے۔

صفتِ مالک کو سمجھا کر حساب دینے کا احساس پیدا کیا جارہا ہے

۞ اللہ تعالیٰ نے اپنے مالک ہونے کی تعلیم دے کر بندوں کو یہ بھی سمجھایا کہ جس طرح دنیا کی زندگی میں انسان اپنی دوکان اور مال و دولت کو اپنے نوکر کے حوالے کر کے اس کی جانچ اور حساب کتاب لیتا ہے، اسی طرح کائنات کے مالک نے انسانوں کو دنیا کی زندگی میں مختلف اختیارات دیے ہیں اور کائنات کی مختلف چیزیں اس کے حوالے کی ہیں وہ ضرور ان تمام چیزوں کا حساب لے گا کہ آیا اس نے تمام اختیارات کو اپنی مرضی سے استعمال کیا یا مالک کائنات کی مرضی پر کیا۔ گویا اللہ اپنی ملکیت اور مالک ہونے کی تعلیم دے کر

آخرت میں حساب وکتاب، پکڑ اور جزا وسزا کی بھی تعلیم دی ہے۔

مالک بننے کے لئے چار صفات کا ہونا ضروری ہے

جس ذات میں ذیل کی چار صفتیں ہونگی وہی کسی چیز کا مالک حقیقی بن سکتا ہے۔

(۱) وہ خالق یعنی بنانے اور پیدا کرنے والا ہو۔

(۲) وہی رب یعنی پالنے اور پرورش کرنے والا ہو۔

(۳) وہی قادر یعنی قدرت رکھنے والا ہو۔

(۴) وہی حاکم یعنی بادشاہ ہو۔

اس طرح یہ چاروں صفات سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی میں نہیں، اسی لئے کائنات کے ذرّے ذرّے کا مالک حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں۔

۞ مثلاً انسان اپنے جسم اور جسمانی اعضاء پر غور کرے، انسان نہ اپنے جسم کو بناتا اور نہ پیدا کرتا ہے، اس کے جسم اور جسمانی اعضاء کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں۔ پھر انسان اپنے جسم کی پرورش نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناتے اس کے جسم کی پرورش ہر لمحہ ہر گھڑی کر رہا ہے، پھر انسان خود اپنے جسم اور جسمانی اعضاء پر قدرت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر مکمل قدرت رکھتا ہے، جب چاہے آنکھوں کو دیکھنے کی، کانوں کو سننے کی، دل کو دھڑکنے کی اور دماغ کو سوچنے کی قدرت دیتا ہے۔ پھر انسان اپنے جسم اور جسمانی اعضاء پر حکومت بھی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے جسم اور جسمانی اعضاء پر مکمل حکومت رکھتا ہے، اس لئے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے موت کے حوالے ہوجاتا ہے، لہٰذا حاکم حقیقی اللہ ہی ہے، اس طرح انسانی جسم اور جسمانی اعضاء کا حقیقی مالک اللہ ہی ہوا۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ جانوروں کو اللہ تعالیٰ بناتا اور پیدا کرتا ہے چنانچہ جانوروں کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، جانوروں کی ہر عمر میں ہر گھڑی اور ہر ضرورتیں اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے، انسان اللہ کی پیدا کردہ چیزیں؛ دانہ، گھاس، پتے اور پانی جانوروں کے سامنے لا کر ڈالتا ہے، اس لئے

جانوروں کا رب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جانوروں پر مکمل قدرت اور کنٹرول صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے وہ جس جانور سے جو کام لینا چاہے لے لیتا ہے اور جس کو انسانوں کے قریب رکھنا چاہے رکھتا ہے۔

اس طرح جانوروں پر مکمل قدرت رکھنے والا اللہ ہی ہے، جو ان کو موت دے کر ہلاک بھی کرتا ہے اور ان کو دنیا سے غائب کر دیتا ہے، ورنہ انسان ایک چوہے اور مکھی کو بھی نہیں مار سکتا، اس لئے جانوروں پر حقیقی حاکم اللہ تعالیٰ ہے، اس طرح جانوروں کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہوا۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ نباتات کو پیدا کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں۔ انسان تو زمین کو نرم کر کے دانہ ڈال کر آجاتا ہے، دانہ سے پودا نکالنا اور زمین پر بڑا کرنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کام ہے، اس لئے نباتات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، نباتات کی تمام ضرورتوں روشنی، ہوا، پانی اور کھاد سب کچھ ہر گھڑی ہر لمحہ اللہ تعالیٰ پوری کرتا اور پودے درخت میں پہنچاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی نباتات کا حقیقی رب ہے، نباتات سے ہر قسم کے میوے ترکاریاں اور غلہ نکالنا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کام ہے، اس لئے نباتات پر قادر صرف اللہ تعالیٰ ہے، پھر ان کو بوڑھا کر کے پھل پھلاری کے قابل نہ رکھنا، سُکھا دینا، یہ حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے نباتات کا حقیقی حاکم اللہ تعالیٰ ہے، اس طرح نباتات کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہوا۔ **لامالک الا اللہ**

۞ زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اس لئے اللہ ہی زمین کا خالق ہے، زمین کی ضرورت کو اللہ تعالیٰ ہی پوری فرماتا ہے، جب وہ گرما میں سوکھ جاتی ہے، کاشت کے قابل نہیں رہتی تو بارش کے ذریعہ اسے زندگی دیتا اور پھر اسکو کاشت کے قابل بنا دیتا ہے؛ چنانچہ اس کا حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ زمین سے مختلف چیزیں نکالنا اور اس پر مختلف مخلوقات کو بسانا یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے وہی اس پر مکمل قادر ہے اور اتنی بڑی زمین کو جب چاہے زلزلوں سے ہلا دینا اور ہلنے سے بچانا، یہ حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں، اس لئے زمین پر حاکمیت صرف

اللہ تعالیٰ کی ہے، اس طرح زمین کا حقیقی مالک اللہ ہوا۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ ہوا کا خالق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں، ہوا کے گندہ ہو جانے کے بعد اس کے صاف کرنے کی ضرورت کو اللہ کے علاوہ کوئی پورا نہیں کر سکتا، وہ ہوا کو درختوں سے پاک کرتا ہے، اس لئے اللہ ہی ہوا کا رب ہے۔ پھر ہوا سے مختلف کام لینا یہ قدرت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں، اس لئے اللہ ہی ہوا پر مکمل قادر ہے، ہوا پر حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں جس کی وجہ سے ہوا تیز، آہستہ، طوفانی اور زور دار چلتی ہے اور بادلوں کو لئے پھرتی اور انسانوں کی پٹائی بھی کرتی ہے، اس لئے ہوا پر حقیقی حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس طرح ہوا کا مالک صرف اللہ ہی ہوا۔

۞ سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے، ان کی ہر ضرورت کو کروڑوں سالوں سے پوری فرما رہا ہے، اس لئے وہی ان کا رب ہے۔ ان سے مختلف کام لینا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کا کام ہے، اس لئے وہی ان پر قدرت رکھتا ہے ان کو گہن کے ذریعہ بے نور کرنا، طلوع کرنا اور غروب کر دینا، یہ صرف اللہ کے حاکم ہونے کا کام ہے، کوئی ان سے کسی طرح کے کام نہیں لے سکتا، اس لئے ان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہوا۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ پانی کا حقیقی خالق اللہ تعالیٰ ہے، پانی گندہ ہو جائے تو اس کو پاک کرنا، صاف کرنا اور سڑنے سے بچانے کا انتظام کرنا اور پانی کی دوسری ضرورتیں پوری کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اس لئے وہی اس کا حقیقی رب ہے۔ پھر اس کو بخارات اور برف کی شکل میں تبدیل کرنا اور باریک قطروں کی شکل میں برسانا اور میٹھا بنا کر برسانا یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس لئے وہی اس پر قادر ہے اور اس کو موسلا دھار طوفانی شکل میں برسانا یا پھر برسنے سے روکنے کی حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے وہی اس کا حقیقی مالک ہے، اس طرح پانی کا حقیقی مالک اللہ ہوا۔ **لا مالک الا اللہ**

۞ تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے انتہاء صلاحیتیں دی ہیں جس کی وجہ

سے وہ بہت ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوے علم سے بناتا ہے، مگر وہ نہ خالق کہلا سکتا اور نہ رب کہلا سکتا اور نہ اس کو قدرت ہوتی ہے اور نہ وہ حاکمیت رکھ سکتا ہے، اسی لئے وہ مالک نہیں ہوسکتا۔

۞ مثلاً وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ لوہے اور پٹرول سے موٹر بناتا اور چلاتا ہے، موٹر بنانے والی کمپنی ایک ہوتی ہے، اس میں خرابی آجائے تو درست کرنے اور ریپیر کرنے والے میکانک الگ لگ ہوتے ہیں، پھر اس کو خرید کر چلانے والے الگ ہوتے ہیں، خراب ہوجائے تو چلانے کی قدرت نہیں رکھتے اور چلاتے وقت اکسیڈنٹ سے بچا بھی نہیں سکتے، اس طرح وہ اس کو نقصان سے بچانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتے، دنیا میں ہر روز موٹریں، بسیں، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز مختلف خرابیوں سے مبتلا ہوکر اکسیڈنٹ کا شکار ہوتے رہتے ہیں، دنیا میں جتنی چیزیں بنتی ہیں اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بنتی کسی جگہ، پھر بن کے بکتی اور فروخت ہوتی کسی جگہ اور پھر فروخت ہونے کے بعد ریپیر ہوتی کسی جگہ اور پھر چلتی کسی کے ذریعہ۔ یعنی ان چیزوں کا بنانے والا الگ ہوتا ہے، اس کی ریپیرنگ کرنے والا الگ ہوتا ہے، پھر اس کا چلانے والا الگ ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کو خرید کر مالک بننے والا بھی الگ ہوتا ہے۔ مگر ان تمام حالتوں میں جتنے لوگ اس کو بناتے، ریپیر کرتے، چلاتے اور ملکیت رکھتے، وہ سب محتاج ہوتے ہیں، مجبور ہوتے ہیں۔ تمام طاقتیں عقل، علم، اعضاء، آلات، پٹرول، لوہا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہیں، اگر انسانوں کو ہاتھ، پیر، آنکھ، دماغ، کان، علم اور صلاحیت نہ ہو تو وہ کسی چیز کو نہ بنا سکتا ہے نہ سدھار سکتا ہے اور نہ چلا سکتا ہے، نہ مالک بن سکتا ہے۔ مالک بننے کے بعد اس کو فروخت کرکے دوسرے مالک بن جاتے ہیں اس طرح ایک چیز کے کئی مالک بدلتے رہتے ہیں۔

ذرا غور کیجیے! مالک سمجھنے کے اثرات زندگی میں کیسے پڑتے ہیں

قرآن مجید کے سورہ ''العٰدیٰت'' میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھا کر انسانوں کو بطور اشارہ احساس دلایا کہ انسان نے نہ گھوڑوں کو بنایا اور نہ پیدا کیا اور نہ اس میں روح پھونکی، وہ صرف اس کو خرید کر لاتا اور مجازی مالک بنتا ہے، اس کو پیدا کرنے اور بنانے والا اصلی مالک تو

اللہ تعالیٰ ہی ہے، اللہ نے اس گھوڑے کو یہ ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ انسانوں کے تابع رہے، انسان اللہ کی پیدا کردہ چیزیں چنا، گھاس اور پانی اس کے سامنے لاکر ڈالتا ہے، جس کی وجہ سے گھوڑا اس کا اتنا فرمانبردار ہوجاتا ہے کہ انسان اس کو اگر آدھی رات کے وقت بھی میدان جنگ میں چلنے کے لیے کہے تو وہ انکار نہیں کرتا اور اپنی نیند قربان کرکے آدھی رات اور اندھیری رات میں بھی تیز رفتاری کے ساتھ اپنے مالک کو اپنی بیٹھ پر بیٹھا کر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے اور اپنی جان کی بازی بھی لگا دیتا ہے۔ مگر افسوس! انسان اللہ تعالیٰ کو مالک مان کر اللہ کے ساتھ ویسی وفاداری نہیں کرتا جیسی وفاداری ایک گھوڑا انسان کے ساتھ کرتا ہے۔

۞ اسی طرح انسان کتا اور بلی کو پالتا ہے، حالانکہ کتا اور بلی کا خالق واصلی مالک تو اللہ ہی ہے؛ مگر انسان اللہ کی پیدا کردہ غذائیں اس کے سامنے ڈالتا ہے، تو وہ اس انسان کے دیوانے ہوجاتے ہیں، کتے کی دیوانگی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مجازی مالک کے آنے تک گھر پر بیٹھے بیٹھے انتظار کرتا ہے اور اگر لوگوں کے درمیان سے اس کو بلانے کی آواز آجائے تو مالک کے نظر نہ آنے کے باوجود وہ آواز کی طرف دوڑتا اور مالک کو پالیتا ہے اور اس کے پیروں میں لوٹ کر اپنی وفاداری کا اظہار کرتا ہے، خوشی سے دُم ہلاتا ہے، اگر مالک گھر سے باہر جائے تو ساتھ چلنے کے لیے ضد کرتا ہے، اگر اس کا مالک غصہ ہوکر اس کو مارے تو وہ وہیں دبک کر بیٹھا رہتا ہے، مالک کی غیر حاضری میں مالک کے گھر کی دیکھ بھال کرتا ہے؛ مگر انسان کا عجیب عالم ہے، اللہ کو اپنا حقیقی مالک ماننے اور جاننے کے باوجود نہ اس سے ویسی محبت کرتا ہے اور نہ اطاعت وغلامی۔ اللہ کا منادی یعنی مؤذن جب اس کو اللہ کی طرف اذان کے ذریعہ نماز کے لیے بلاتا ہے، تو یہ انسان نہ مسجد کی طرف اللہ سے ملاقات کے لیے دوڑتا اور نہ اس کے لیے بے چین ہوتا ہے، اپنی دکان ومکان اور کاروبار ہی میں مست رہ کر اپنے مالک سے بے پرواہ رہتا ہے، مالک سے صرف زبانی محبت کا دعوی کرتا ہے، اس کو مالک کی ناراضگی کی کوئی پرواہی نہیں ہوتی، ذرا غور کیجئے! ایسی صورت میں کتا بہتر ہے یا انسان؟؟؟

۞ ایک شخص غلام خرید کر لایا، پھر اس سے پوچھا: تم کیا کھاؤ گے؟ تو غلام نے کہا:

جو آپ کھلائیں وہی کھاؤنگا، کیا پہنو گے؟ تو اس نے کہا: جو آپ پہنائیں گے وہی پہنوں گا، کہاں سوؤ گے؟ تو اس نے کہا: جہاں آپ کہیں گے وہیں سوؤنگا، تو مالک نے پوچھا: ارے آخر تم اپنی مرضی بھی بتاؤ، غلام نے کہا: سرکار! اگر میری مرضی ہوتی تو میں غلام نہیں رہتا، غلام کا کام تو یہ ہے کہ وہ آقا کی مرضیات پر زندگی گذارے، اس لیے آپ جو کہیں اور جو چاہیں وہی کروں گا۔

۞ خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ کا گذر ایک مقام سے ہوا، وہاں ایک لڑکا بکریاں چرارہا تھا، حضرت عمرؓ نے اس کا امتحان لینے کے لیے کہا کہ: اے لڑکے! ایک بکری ہم سے بیچ دو۔ تو لڑکے نے کہا کہ: یہ بکریاں میری نہیں، ان کا مالک میں نہیں ہوں، تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ: اگر تو بیچ دے اور مالک سے کہدے کہ بکری کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو اس کو کیا خبر ہوگی؟ کیا وہ دیکھ رہا ہے؟۔ لڑکے نے کہا: اگر وہ نہیں دیکھ رہا ہے تو اصل مالک اللہ تو دیکھ رہا ہے، وہ سب جانتا ہے، حضرت عمرؓ اس لڑکے کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے، دعائیں دیں۔ ذرا غور کیجئے! مالک کو مالک ماننے سے کیسی ایمانداری پیدا ہوتی ہے۔

۞ صحیحین (بخاری ومسلم) میں بنی اسرائیل کے تین لوگوں کا قصہ بیان کیا گیا، ان میں ایک شخص اپنی چچازاد بہن سے بہت محبت کرتا تھا اور اس کے ساتھ برائی کرنا چاہتا تھا؛ لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور اس نے انکار کردیا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قحط سالی نے اس لڑکی کو اس لڑکے سے مدد مانگنے پر مجبور کردیا تو اس نے اس شرط پر ایک سوبیس دینار دیے کہ وہ اس کی خواہش پوری کرے گی، پھر ایک دن اس نے اکیلے میں اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ لڑکی اللہ کی خوف سے کانپ گئی اور اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ: اللہ سے ڈرو، جیسے ہی اس مرد نے مالک حقیقی کا نام سنا فوراً ٹھرا گیا اور عورت کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ایسی کیفیت اللہ کو حقیقی مالک ماننے کے بعد پیدا ہوتی ہے، جو لوگ اللہ کو اپنا مالکِ حقیقی مانتے ہیں، وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرتے، اللہ ہی کے لیے دشمنی کرتے اور اللہ ہی کے لیے دیتے ہیں۔

۞ انسان کی یہ فطرت اور عادت ہوتی ہے کہ وہ جس کو بھی دنیا کی زندگی میں اپنا

مجازی مالک مانتا ہے، ساری ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اس کی طرف رجوع ہوتا ہے، ایسا کبھی نہیں کرتا کہ مالک تو وہ کسی کو مانے اور ضرورتیں پوری کرنے کی درخواست دوستوں سے کرتا پھرے؛ مگر انسان جن کی تربیت نہیں ہوتی اور جو حقیقی ایمان سے محروم ہوتے ہیں، اللہ کو برائے نام مالک مان کر زندگی کی مختلف ضرورتیں محتاج اور مجبور مخلوقات سے مانگتے پھرتے ہیں۔

۞ مشرکانِ مکہ اور موجودہ زمانے کے مشرکوں کا حال بھی ایسا ہی تھا اور ہے، وہ اللہ کو برائے نام مالک کائنات مانتے اور اپنی حاجتیں اور ضرورتیں غیر اللہ سے مانگتے پھرتے تھے اور آج بھی مانگتے پھرتے ہیں، جب مصیبت آجاتی تو سب کو چھوڑ کر صرف مالک حقیقی ہی کی طرف متوجہ ہوکر اسی کو پکارتے ہیں؛ چنانچہ عکرمہ بن ابوجہل کے واقعہ میں ہے کہ مکہ سے فرار ہوکر یمن کی طرف سمندری راستے سے کشتی میں جارہے تھے، کشتی سمندری طوفان میں آ گئی، ملاح نے کہا کہ: سب مل کر اپنے اصلی اور حقیقی مالک کو پکارو، یہاں اس کے سوا کوئی مدد نہیں کرسکتا، تو عکرمہ بن ابوجہل نے سوچا، جب مصیبت میں اصلی مالک اللہ ہی مدد کرسکتا ہے، تو خوشحالی میں بھی وہی مدد کرتا ہے اور کرے گا، دوسرے کیسے مدد کریں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی بات کی دعوت دے رہے ہیں؛ چنانچہ یہ سوچ کر انہوں نے ایمان قبول کیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (حرف العین) ۲/۴۹۷)

۞ یہ بات بھی تاریخ کی کتابوں میں لکھی گئی ہے کہ کعبہ پر ابرہہ کے حملہ کرنے کے وقت تمام مشرکان مکہ نے بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارا اور ان کو یہ معلوم تھا کہ اس حالت میں حقیقی مالک کے سوا کوئی دوسرا مدد نہیں کرسکتا۔

۞ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے صرف اللہ ہی کو پکارا، اس کے سوا کسی دوسرے سے اولاد نہیں مانگی، ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اولاد دینے والا نہیں۔ وہی مالک حقیقی یہ ضرورت پوری کرسکتا ہے۔

۞ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں پکارا، وہ جانتے تھے کہ اللہ ہی ان کو معاف کرسکتا ہے، اس کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا مالک نہیں۔

۞ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت فرشتوں سے مدد لینے سے انکار کیا، وہ جانتے تھے کہ مالک حقیقی صرف اللہ ہے، وہ اگر مدد کرے تو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔

۞ حضرت ایوب علیہ السلام نے بیماری میں سوائے اللہ کے کسی کو نہیں پکارا، وہ جانتے تھے کہ مالک حقیقی اللہ کے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔

۞ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے نجات کے لیے صرف اللہ ہی کو پکارا۔

۞ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر قدم پر اللہ کو پکارا؛ چنانچہ ایک مرتبہ آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے، ایک دشمن نے تلوار لے لی اور کہا: محمد اب بتاؤ تم کو کون بچا سکتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے کہا: اللہ۔ اللہ کا نام سنتے ہی وہ تھرّا گیا اور تلوار اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔

مگر آج امت مسلمہ کا حال کچھ عجیب سا ہو گیا ہے، وہ زندگی کے مسائل میں مالک حقیقی کی طرف رجوع ہونے کے بجائے مخلوقات کی طرف رجوع ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، وہ اللہ سے دعا اور مدد مانگنے کے بجائے اولاد، روزی، کاروبار، بیماریوں، صحت وتندرستی، شادی بیاہ اور دوسرے مسائل، مال میں برکت، تجارت میں نقصان، نذر ونیاز، منتیں اور مرادیں مخلوقات سے مانگتے ہیں۔ تکالیف پریشانیوں اور مصیبتوں میں وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کے بجائے حکومتوں، منسٹروں، عہدیداروں اور درگاہوں کی طرف رخ کرتے ہیں، اس طرح وہ اللہ کو عملی اعتبار سے مالک حقیقی نہیں ماننے کا ثبوت دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا تعارف اور پہچان حاصل کرنے اور اپنے بچوں کو کائنات کی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا طریقہ سکھانے کے لئے ''تعلیم الایمان'' کے تمام حصے جو مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ اور مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری کی سرپرستی میں عبداللہ صدیقی نے تیار کیا ہے، اسے ضرور پڑھائیے اور اپنے بچوں میں شعوری ایمان پیدا کیجئے۔